سلسلہ : رسائلِ فتاوی رضویہ

جلد: ساتویں

رسالہ نمبر 5

انہار الانوار
من یم صلوٰۃ الاسرار
۱۳۰۵ھ

(صلوٰۃ الاسرار کے پانی سے انوار کی نہریں)

(نمازِ غوثیہ کے ثبوت میں تحقیقِ رضوی)

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

انہار الانوار من یم صلٰوۃ الاسرار ۱۳۰۵ھ

(صلٰوۃ الاسرار کے پانی سے انوار کی نہریں)

(نماز غوثیہ کے ثبوت میں تحقیق رضوی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۱۱۱۳: از دہلی کھڑکی فراش خانہ مسجد حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ، مرسلہ جناب مستطاب مولانا مولوی حافظ شاہ سراج الحق محمد عمر صاحب قادری　　اواخر ربیع الاول شریف ۱۳۰۵ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ صلٰوۃ الاسرار یعنی نماز غوثیہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی اور شرع میں جائز ہے یانہیں؟ زید اس کی روایت کو بے اصل اور اسے بہجۃ الاسرار میں کسی فاسق بدعتی کاالحاق بتاتا اور تصانیف شیخ اکبر و امام شعرانی کی نظیر دیتاہے کہ ان میں الحاق ہوئے۔ اور کہتاہے کہ نماز فرض کے بعد قبلے سے انحراف اور کسی مزار وولی کی تعیین سمت او بہیأت نماز یا تعظیم اس طرف چلنا تذلل وخشوع تمام کرنا ہر گز درست نہیں اور کہتاہے کہ آنجناب یعنی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کوکتاب وسنت وسیرتِ صحابہ کے اتباع اور احکام شرع پر قیام او محدثات سے اجتناب تام اور طاعات میں اخلاص اور ہر حال میں خداپر توکل واعتماد میں استقامت کاملہ تھی وہ ان امور کے خلاف کیونکر فرماتے کہ بعد نماز مغرب عراق کی طرف بتعظیم تمام لو اوع دل سے متوجہ ہو کر میرانام لے کرحاجت چاہو، یہ فعل کتاب وسنت وطریقہ خلفائے راشدین کے خلاف ہے اور سیرت وعمل صحابہ کے موافق نہیں اور تابعین وتبع تابعین ودیگر اسلاف کرام وائمہ عظام سے اس کا مثل منقول نہیں، عوام کہ اسے عمل مشائخ کہتے ہیں قابل التفات نہیں مشائخ میں جواہل علم فقہاء وائمہ ہوئے کسی نے اس کے مثل تصریح نہ کی اور قول وفعل بعض غیر موثوق پر عمل نہ چاہئے بلکہ سوادِ اعظم کااتباع

چاہیئے، صحابہ محبت و تعظیم آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں ہم سب سے زیادہ اور ثواب وحسنات پر بہت حریص تھے اگر یہ عمل موجب ثواب وقربت الی اللہ ہوتا تو سلف کرام بلکہ خود حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ مدینہ منورہ کی طرف کرتے، آیا یہ کلام اس کاغلط ہے یا صحیح؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰه علی حسن بلائه، ملأ ارضه وملأ سمائه، و الشکر للمصطفٰی علی نعمائه، شکرا یوافی حسن الائه، ویکافئ عنامزید عطائه، صلی اللّٰه تعالٰی علیه وعلی ابنائه، وازواجه واصحابه واحبائه و وارث علمه ومجده و سنائه ووارث علمه ومجده وسنائه، غوثنا الاعظم رافع لوائه، ومشایخنا الکرام وسائر اولیائه، صلٰوۃ تکشف لنا الاسرار، ونصرف عنا اذی الاشرار، وتکون عدۃ لیوم لقائه، واشهد ان لااله الا اللّٰه وحده لاشریك له شهادۃ موجبة لرضائه، واشهد ان محمدا عبده ورسوله الصادع بالحق بعد خفائه، صلی اللّٰه تعالٰی وسلم علیه، وعلی کل عبد مرضی لدیه، صلٰوۃ تأتی علی قدر کبریائه، وسلام بدوامه و	سب تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں اس کے اچھے امتحان پر، زمین وآسمان کو عجائبات سے بھرنے اور اپنی قدرت وقضاء میں جسے چاہے بھرنے پر اور شکر مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے ان کے انعامات پر، ایسا شکر جوان کی بہترین نعمتوں کو پورا ہو اور ان کی مزید عطاؤں کو ہماری طرف سے کفایت کرے، اللہ تعالٰی ان پر اوران کے صاحبزادوں اور ازواج اور اصحاب اور آپ کے علم، بزرگی اور بلندی کے وارث ہمارے غوث اعظم پر جو آپ کے جھنڈے کو بلند کرنے والے ہیں اور تمام اولیاء پر، رحمت نازل فرمائے، ایسی رحمت جو ہمارے لئے اسرار کو کھول دے اور شریر لوگوں کی اذیت کو ہم سے پھیر دے، اور اللہ تعالٰی کے ہاں حاضری کی اذیت کو ہم سے پھیر دے، اور اللہ تعالٰی کے ہاں حاضری کے دن کے لئے ذخیرہ بنے، اور میں گواہی دیتاہوں کہ اللہ تعالٰی وحدہ، لاشریک ہے ایسی گواہی جو اس کی رضا کی موجب ہو، اور گواہی دیتاہوں کہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں جو حق کو خفا سے ظاہر کرنے والے ہیں صلی اللہ تعالٰی وسلم آپ پر اور اس کے دربار میں تمام پسندیدہ بندوں پر، وہ صلوٰۃ جو اس کی کبریائی کے شایان شان ہو اور وہ سلام جو اس کی بقاء اور

بقائه، اٰمين اٰمين، اله الحق امين يا راحم العبد وسامع دعائه، قال العبيد الذليل، للمولى الجليل، ابومحمد النسى الحنفى القادرى البركاتى البريلوى، لطف به الله فى شدته ورخائه، مستعينا بالله فى دفع الارتياب، ورفع الحجاب، عن وجهه الصواب، مسميا للجواب، بعلم يُعلم عام املائه، "انهار الانوار من يم صلٰوة الاسرار" (۱۳۰۵ھ)، جعلها الله ذخيرة لديه، و ذريعة اليه، يوم تشرق الارض بنورربها و جميل ضيائه، اٰمين، والحمدلله رب العٰلمين، اللهم هداية الحق و الصواب۔	دوام تک دائم ہو، آمین آمین اے الٰہ برحق آمین، بندے پر رحم کرنے اور اس کی دعا کو سننے والے، اپنے جلیل القدر آقا کے سامنے حقیر اور ناتواں بندہ ابومحمد عبدالمصطفیٰ احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی (اللہ تعالٰی اس کی شدت وسہولت میں لطف ومہربانی فرمائے) نے اللہ تعالٰی سے امداد چاہتے ہوئے اور حق وصواب کے چہرے سے پردہ اٹھاتے اور شک کو دور کرتے ہوئے جواب کاایسا نام جو اس کی تحریر کے سال کوظاہر کرے "انہار الانوار من یم صلٰوۃ الاصرار" رکھتے ہوئے کہاکہ اللہ تعالٰی اس کو ذخیرہ اور ذریعہ اپنے دربار میں بنائے جس دن زمین اپنے رب کے نور سے چمک جائے۔ اور خوب روشن ہوجائے، آمین، الحمدللہ رب العالمین، اے اللہ حق وصواب کی رہنمائی فرما۔ (ت)

فی الواقع یہ مبارک نماز حضرات عالیہ مشائخ کرام قدست اسرارہم العزیزہ کی معمولی اور قضائے حاجات وحصول مرادات کے لئے عمدہ طریق مرضی و مقبول اور حضور پرنور غوث الکونین غیاث الثقلین صلوات اللہ وسلامہ علٰی جدہ الکریم وعلیہ سے مروی ومنقول، اجلہ علماء واکابر برکملا اپنی تصانیف علیہ میں اسے روایت کرتے اور مقبول ومقرر ومسلم معتبر رکھتے آئے، امام اجل ہمام ابجل سیدی ابوالحسن نورالدین علی بن جریر لخمی شطنوفی قدس اللہ سرہ العزیز بسند خود بہجۃ الاسرار شریف میں اور شیخ شیوخ علماء الہند شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی نوراللہ مرقدہ زبدۃ الآثار لطیف میں اور دیگر علمائے کرام وکملائے عظام رحمہم اللہ تعالٰی اپنے اپنے اسفار منیف میں اس جناب ملائک رکاب، علیہ رضوان العزیز الوہاب، سے راوی وناقل کہ ارشاد فرمایا:

من صلى ركعتين (زيد فى رواية) بعد المغرب (وزادا) يقرأ فى كل ركعة بعد الفاتحة سورة الاخلاص احدى عشرة مرة ثم اتفقوا فى المعنى واللفظ للامام ابى الحسن	جو بعد مغرب دورکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورہ اخلاص یازدہ بار پھر بعد سلام، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر صلٰوۃ وسلام عرض کرے پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام یاد اور اپنی حاجت

قال ثم یصلی علی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد السلام ویسلم علیہ ویذکرنی ثم یخطوا الٰی جھۃ العراق احدی عشرۃ خطوۃ ویذکر اسمی ویذکر حاجتہ فانہا تقضی (زاد الشیخ) بفضل اللہ وکرمہ (وقال اٰخر) قضی اللہ تعالٰی حاجتہ[1]۔	ذکر کرے اللہ تعالٰی کے فضل وکرم سے اس کی مراد پوری ہو، اس عبارت میں "مغرب کے بعد "ایک روایت میں زائد ہے اور صاحب بہجۃ الاسرار اور صاحب زبدۃ الآثار نے "ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ "زائد ذکر کیا، پھر شیخ عبدالحق نے، بفضل اللہ وکرمہ، کو بھی اور دوسرے نے صرف "قضی اللہ تعالٰی حاجتہ "ذکر کیا۔(ت)

اسی طرح امام جلیل علامہ نبیل امام ۳عبداللہ یافعی مکی طیب اللہ ثراہ صاحب خلاصۃ المفاخر فی اختصار مناقب الشیخ عبدالقادر نے روایت کی، یونہی فاضل کامل مولانا علی قاری ہروی نزیل مکہ معظّمہ صاحب شروع فقہ اکبر ومشکوٰۃ اکرم اللہ نزلہ، نے ۴نزہۃ الخاطر میں ذکر فرمایا زبدہ مبارکہ میں اپنے شیخ واستاذ احسن اللہ مثواہ کا اس نماز کی اجازت دینا اور اپنا اجازت لینا بیان کیا اور حضرت شیخ محقق تغمدہ اللہ برحمتہ سے اس نماز مبارک میں خاص ایک رسالہ نفیس عـــہ۱ عجالہ ۵ ہے اس سے ثابت کہ حضرت وَرِع سراپا سعادت حامل شریعت کامل طریقت سیّدی عبدالوہاب متقی مکی بَرّد اللہ مضجعہ نے کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار کو معتمد ومعتبر اور اس مبارک روایت کو مسلم ومقرر فرمایا اور مولٰینا شیخ ۶وجیہ الدین علوی احمد آبادی علیہ رحمۃ الرؤف الہادی کہ سال وفات عـــہ۲ امام اجل علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالٰی میں متولد ہوئے، حضرت شیخ غوث گوالیاری علیہ رحمۃ الملک الباری کے مرید سعید اور حضرت شیخ محقق کے استاد مجید اور شاہ ولی اللہ دہلوی کے شیخ سلسلہ اور صاحب مقامات رفیعہ وتصانیف کثیرہ بدیعہ ہیں، بیضاوی وہدایہ وتلویح وشرح وقایہ ومطول ومختصر و

عـــہ۱: نقلہا برمتہا مولٰینا سراج الحق محمد عمر القادری حفظہ اللہ تعالٰی ابن الفاضل الجلیل مولانا فرید الدین الدھلوی رحمہ اللہ تعالٰی فی کتابہ ریاض الانوار من شاء فلیرجع الیہا ۱۲منہ عـــہ۲: یعنی ۹۱۱ھ ووفاتہ لسلخ صفر ۹۹۸ھ ۱۲منہ	یہ تمام مولانا سراج الحق محمد عمر قادری ابن فاضل جلیل مولانا فرید الدین دہلوی رحمہ اللہ تعالٰی نے اپنی کتاب "ریاض الانوار "میں نقل کیا ہے جو چاہے اسے دیکھے ۱۲(ت) یعنی ۹۱۱ھ اور ان کی وفات ماہ صفر کے آخر ۹۹۸ھ۔(ت)

[1] بہجۃ الاسرار فضل اصحابہ وبشراہم مطبوعہ مصطفی البابی مصر ص ۱۰۲

شروح عقائد مواقف وغیرہا پر حواشی مفیدہ رکھتے ہیں اور کبرائے منکرین نے بھی اپنے رسائل میں اُن سے استناد کیا نہایت شدومد سے اس نماز مبارک کی اجازت دیتے اور اس پر بتاکید تحریص وترغیب فرماتے، یونہی شیخ نے [۷]اخبار الاخیار شریف اور مولٰینا ابوالمعالی محمد مسلمی عالمہ اللہ تعالٰی بلطفہ نے جنھیں رسالہ مذکورہ شیخ محقق میں علمائے سلسلہ علیہ سے شمار کیا [۸]تحفہ شریفہ ار حضرت سیدنا و مولٰینا اسدالواصلین جبل العلم والیقین حضرت سید شاہ حمزہ عینی قادری فاطمی حسینی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے [۹]کاشف الاستار شریف میں اسے نقل وارشاد فرمایا اور امام یافعی بل اللہ تربتہ (اللہ تعالٰی ان کی قبر کو ٹھنڈا رکھے۔ت) تصریح فرماتے ہیں کہ حضور پر نور غوث اعظم صلی اللہ تعالٰی علٰی جدہ الاکرم وعلیہ وسلم کے اصحاب کرام عطر اللہ ضرائحھم القادسۃ (اللہ تعالٰی ان کی قبروں کو معطر فرمائے۔ت) اس نماز کو عمل میں لاتے اور زبدۃ الآثار میں اولیائے طریقہ علیہ عالیہ روحت ارواحھم (ان کی روحیں معطر ہوں۔ت) کے آداب میں فرمایا:

وملازمتہ صلٰوۃ الاسرار التی بعدھا التخطی احدی عشرۃ خطوۃ[2] یعنی اس خاندان پاک کے آداب سے ہے صلٰوۃ الاسرار کی مداومت کرنی جس کے بعد گیارہ رہ قدم چلنا ہے۔ بااینہمہ اس کا اعمال مشائخ کرام سے ہونا نہ ماننا آفتاب روشن کا انکار کرنا ہے اور خود کون سی راہ ہے کہ ان ائمہ واکابر کو خواہی نخواہی جھٹلایئے اور عیاذ باللہ بدعتی وناحق کوش ٹھہرایئے، پھر یہ مقبولان خدا صرف اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ اسے خاص حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ارشاد بتاتے ہیں اور حضور کے ارشاد واجب الانقیاد پر رَدّ وایراد اگرانجانی سے نہ ہو تو معاذاللہ وہ آتش سوزاں وبلائے بے درماں وقہر بے امان ہے جس کا مزہ اس دارالغرور والاقتباس میں نہ کلھا تو کل کیا دور ہے۔ "........أ......[3]" (بیشک ان کا وعدہ صبح کا وقت ہے کیا صبح قریب نہیں۔ت) حضور خود ارشاد فرماتے ہیں :

تکذیبکم لی سم قاتل لادیانکم وسبب لذھاب دنیاکم واخراکم۔	میرے ارشاد کو خلاف بتانا تمہارے دین کے لئے زہر قاتل اور تمہاری دنیاو عقبٰی دونوں کی بربادی ہے۔والعیاذباللہ تعالٰی۔

اور ان اکابران ملت وعلمائے اُمت کو نقل وروایت میں بھی غیر موثوق جاننا اسی دارالفتن ہندوستان میں آسان ہے جہاں نہ کسی منہ کو لگام، نہ کسی زبان کی روک تھام۔ یہ امام ابوالحسن نورالدین علی شطنوفی قدس سرہ،

---

[2] بحوالہ زبدۃ الاسرار خاتمۃ الکتاب مطبوعہ مطبع بکسلنگ کمپنی دہلی ص ۱۲۶

[3] القرآن ۱۱/ ۸۱

کہ بہجۃ الاسرار شریف کے مصنف اور بر طرز حدیث بسند متصل اس روایت جلیلہ کے پہلے مخرّج ہیں اجلّہ علماء وائمہ وقرات و اکابر اولیاء وسادات طریقت سے ہیں امام اجل شمس الدین ابن الجزری رحمہ اللہ تعالٰی کہ اجلہ محدثین وعلمائے قرائت سے ہیں جن کی حصن حصین مشہور ومعروف دیار وامصار ہے اس جناب کے سلسلہ تلامذہ میں ہیں انہوں نے یہ کتاب بہجۃ الاسرار شریف اپنے شیخ سے پڑھی اور اس کی سند واجازت حاصل کی اپنے رسالہ "طبقات القرا میں فرماتے ہیں:

انی قرأت ھذاالکتاب اعنی بھجۃ الاسرار بمصر وکان فی خزانۃ سلطان المصر، علی الشیخ عبدالقادر وکان من اجلۃ مشایخ مصر، فاجازنی روایتہ[4] الخ	یعنی میں نے یہ کتاب بہجۃ الاسرار مصر میں خزانہ شاہی سے حاصل کرکے شیخ عبدالقادر سے کہ اکابر مشائخ مصر سے تھے پڑھی اور انہوں نے مجھے اس کی روایت کی اجازت دی الخ۔

امام شمس الدین ذہبی مصنف میزان الاعتدال کہ علم حدیث ونقد رجال میں اُن کی جلالت شان عالم آشکار، اس جناب کے معاصر تھے اور باآنکہ حضرات صوفیہ کرام کے ساتھ اُن کی روش معلوم ہے سامحنا اللہ تعالٰی وایاہ (ہم پر اور ان پر اللہ تعالٰی نرمی فرمائے۔ت) امام ابوالحسن ممدوح کی ملاقات کو اُن کی مجلس تدریس میں گئے اور اپنی کتاب طبقات المقرئین میں اُن کی مدح وستائش سے رطب اللساں ہوئے فرماتے ہیں:

علی بن جریر اللخمی الشطنوفی الامام عــہ الاوحد نورالدین شیخ القراء بالدیار المصریۃ ابوالحسن اصلہ من الشام ولد بالقاھرۃ سنۃ اربع واربعین وستمائۃ وتصدر للاقراء بجامع الازھر وغیرہ تکاثر علیہ الطلبۃ وحضرت مجلس اقراہ فاعجبتی سمتہ وسکوتہ وکان ذاعزام	یعنی علی بن جریر لخمی شطنوفی امام یکتا ہیں نورالدین لقب ابوالحسن کنیت بلاد مصر میں علمائے قرات کے استاد ہیں اصل ان کی شام سے ہے ۶۴۴ھ میں قاہرہ مصر میں پیدا ہوئے اور جامع ازہر وغیرہ میں مسند اقرا پر صدر نشینی کی بکثرت طلبہ ان کے پاس جمع ہوئے میں اُن کی مجلس درس میں حاضر ہوا ان کی نیک روش وکم سخنی مجھے پسند آئی حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ

عــہ: بعینہٖ اسی طرح امام اجل جلال الملۃ والدین سیوطی نے حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرۃ میں اس جناب کو الامام الاوحد لکھا یعنی بے مثل امام ۱۲منہ غفرلہ (م)

[4] رسالہ طبقات القراء

بالشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالٰی عنہ وجمع اخبارہ ومناقبہ فی نحو ثلث مجلدات[5] اھ ملخصاً	تعالٰی عنہ کے شیدائی تھے انہوں نے حضور کے فضائل تین[۳] مجلد کے قریب میں جمع کئے ہیں۔

پرظاہر کہ امام ذہبی رحمہ اللہ تعالٰی کے مثل سے یہ کلمات جلیلہ اس جناب کی کمال وثاقت وعدالت ووفورِ علم وجلالت پر شاہد عدل ودلیل فصل ہیں اور خود امام اوحد یعنی بے مثل امام یکتا، کالفظ اجل واعظم تمام فضائل ومناقب جلیلہ کا یکتا جامع اکمل واتم ہے وہ جناب سند عالی رکھتے اور زمانہ اقدس حضور پر نور غوث الثقلین رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نہایت قریب ہیں انہیں حضور اقدس تک صرف دو[۲] واسطے ہیں قاضی القضاۃ امام اجل حضرت سیدنا ابو صالح نصر قدس سرہ، کے اصحاب سے ہیں اور وہ اپنے والد ماجد حضرت سیدنا ابو بکر تاج الملۃ والدین عبدالرزاق رحمہ اللہ تعالٰی اور وہ اپنے والد ماجد حضور پر نور سید السادات غوث الافراد قطب الارشاد غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے خلیفہ ومرید وصاحب ومستفید ہیں رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین۔ شیخ محقق رحمہ اللہ تعالٰی زبدۃ الآثار شریف میں فرماتے ہیں یہ کتاب بہجۃ الاسرار کتاب عظیم وشریف ومشہور ہے اور اس کے مصنف علمائے قرات سے عالم معروف ومشہور اور ان کے احوال شریفہ کتابوں میں مذکور ومسطور، پھر ذہبی وابن الجزری کے وہ اقوال نقل فرمائے اور رسالہ مذکورہ شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ میں اسی نماز مبارک کے بارے میں مرقوم:

اقوی دلائل واوضح مسائل درین باب کتاب عزیز بہجۃ الاسرار معدن الانوار کہ معتبر ومقرر ومشہور ومذکور ست ومصنف ایں کتاب از مشاہیر مشائخ وعلماست میانِ وے وحضرت شیخ یعنی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ دو واسطہ است ومقدم است برامام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ کہ ایشان نیز از منتسبان سلسلہ شریفہ ومحبان جناب غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ[6]۔ (ملتقطاً)	اس باب میں اقوی دلیل "بہجۃ الاسرار" معدن الانوار ہے جو کہ معتبر اور مشہور ہے، اس کتاب کے مصنف اور حضرت شیخ یعنی غوث اعظم کے درمیان صرف دو واسطے ہیں اور یہ امام یافعی سے مقدم ہیں کہ جبکہ امام یافعی خود سلسلہ قادریہ سے متعلق ہیں اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عقیدت رکھتے ہیں (ت)

ہیں، امام یافعی وعلامہ علی قاری وحضرت شیخ محقق دہلوی وغیرہم اکابر کی امامت وجلالت ووثاقت عدالت سے کون آگاہ نہیں۔

---

[5] طبقات المقرئین

[6] رسالہ متعلق بصلٰوۃ الاسرار لعبدالحق المحدث الدہلوی

؎ و کیف یصح فی الاعیان شیئ اذا احتاج النھار الی دلیل

(جب روز روشن دلیل کامحتاج ہو جائے تو پھر کسی چیز کا وجود کیسے ثابت ہو سکتا ہے)

بالجملہ ایسے اکابر کی روایات معتمدہ کو بے وجہ وجیہ، رَد کر دینا یا سخت جہالت ہے یا خبث وضلالت والعیاذ باللہ سبحنہ وتعالٰی اور بے دلیل دعوی الحاق محض مردود، ورنہ تصانیف ائمہ سے امان اُٹھ جائے اور نظام شریعت درہم وبرہم نظر آئے جو سند پیش کیجئے مخالف کہہ دے یہ الحاقی ہے، چلئے تمسک واستناد کا دروازہ ہی بند ہو گیا" ہیہات" کیا بزور زبان کچھ کہہ دینا، قابل قبول ہو سکتا ہے، حاشاوکلا ادعائے بے دلیل مطرود وذلیل، ہاں ہم کو مسلم کہ بعض کتابوں میں بعض الحاق بھی ہوئے مگر اس سے ہر کتاب کی ہر عبارت تو مطروح یا مشکوک نہیں ہوسکتی کسی خاص عبارت کی نسبت یہ دعوی زنہار مسموع نہیں جب تک بوجہ وجیہ اس میں الحاق ثابت نہ کردیں جس کے لئے امثال مقام عــہ میں صرف دو٢ طریقے متصور، ایک تو یہ کہ اس کتاب کے صحیح، معتمد، عمدہ، قدیم نسخے اس عبارت سے خالی ملیں یا خاص مصنف کا اصل مسودہ پیش کیا جائے جس میں اس عبارت کا نشان نہ ہو، حضرت

عــہ: اشارۃ الی انہ قدیعلم ذلك بالرجوع الی المتکلم وانکارہ عندمن لایتھمہ، ویعرف تارۃ باعتراف المفتری کماوقع بعض الوضاعین، ویقبل اخری اذا نص علی ذلك من یرجع الیہ لعظمہ وفضلہ، ولاینکر علیہ لثقتہ وعدلہ وکذلك یحکم بہ اذا لم یأت ذلك الامن طریق من عرف بالکذب کقول المحدثین ان ھذا موضوع ای فی سندہ وضاع او کذاب وھذا انما یعطی عدم الجزم لاالجزم بالعدم الا اذا ضم الیہ دلیل اُخر فالکذوب قد یصدق واللہ تعالٰی اعلم ١٢منہ

یہ اس طرف اشارہ ہے کہ الحاق کبھی خود متکلم کی طرف رجوع کرنے پر اور اس کا ایسا شخص کے سامنے الحاقی عبارت سے انکار کرنا، جس کو کذب سے متہم نہیں کیا جاسکتا اور کبھی خود افتراء کرنے والے کے اعتراف سے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ بعض ایسے لوگوں سے اعتراف واقع ہوا ہے اور کبھی ایسی منظّم اور افضل شخصیت جس کے تقوی اور عدل کی بناپر اس کی بات کا انکار نہیں کیا جاسکتا، کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے اور کبھی الحاق کا حکم تب کیا جاتا ہے جب کہ اس بات کو صرف جھوٹ بولنے میں مشہور شخص ہی بیان کرے جیسا کہ محدثین کہہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے کیونکہ اس کی سند میں من گھڑت اور کذاب راوی ہے، یہ آخری وجہ صرف عدم جزم کا فائدہ دیتی ہے اور جزم بالعدم کا نہیں کیونکہ جھوٹا بھی کچھ سچ بول دیتا ہے ہاں اگر کوئی اور دلیل بتائے کہ یہ جھوٹ ہے تو پھر جزم بالعدم کا فائدہ ہو سکتا ہے واللہ تعالٰی اعلم ١٢۔منہ (ت)

جناب شیخ اکبر وامام شعرانی قدس سرہما کی تصانیف میں الحاق یونہی ثابت ہوا، امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لواقح الانوار میں فرماتے ہیں:

قدم علینا الاخ العالم الشریف شمس الدین السید محمد ابن السید ابی الطیب المدنی المتوفی ۹۵۵ھ خمس وخمسین و تسعمائۃ فذا کرتہ فی ذلك فاخرج الی نسخۃ من الفتوحات التی قابلھا علی النسخۃ التی علیھا خط شیخ محی الدین نفسہ بقونیۃ فلم ارفیھا شیئا مما توفقت فیہ وحذفتہ فعلمت ان النسخ التی فی مصر ان کلھا کتبت من النسخۃ التی دسوا علی الشیخ فیھا مایخالف عقائد اھل السنۃ والجماعۃ کماوقع لہ ذلك فی کتاب الفصوص وغیرہ[7] الخ	یعنی ہمارے دوست عالم شریف سید شمس الدین محمد بن سید ابوالطیب مدنی جن کی وفات ۹۵۵ھ میں ہوئی ہمارے یہاں آئے میں نے فتوحات شیخ اکبر قدس سرہ، کاتذکرہ کیا انہوں نے ایک نسخہ فتوحات نکالا جسے انہوں نے اس نسخے سے مقابلہ کیا تھا جو شہر قونیہ میں کہ شیخ اکبر قدس سرہ، کا وطن ہے خاص شیخ قدس سرہ، کے دستخط شریف سے مزیّن ہے اس نخے میں میں نے کہیں ان عبارتوں کانشان نہ پایا جن یں مجھے تردّد تھااور میں نے فتوحات کے انتخاب میں قلم انداز کردی تھیں تو مجھے یقین ہوا کہ اب جس قدر نسخے مصر میں ہےں سب اسی نسخے سے نقل ہوئے ہیں جس میں لوگوں نے عقائد اہلسنت وجماعت کے خلاف عبارتیں شیخ پر افترا کرکے ملادی ہیں جیساکہ ان کی فصوص وغیرہ کے ساتھ بھی یہی واقع ہوا۔ الخ

اس کے بعد امام شعرانی نے دو تحریریں نقل فرمائیں جو عالم ممدوح سید شریف مدنی مرحوم نے نسخہ مذکورہ قونیہ پر خود حضرت شیخ ودیگر عمائد رحمہم اللہ تعالٰی کے دستخطوں سے لکھی دیکھیں اور بیان کیاکہ یہ نسخہ خود حضرت شیخ اکبر رحمہ اللہ تعالٰی کاوقف فرمایا ہوا ہے شیخ نے اپنی علامت وقف یوں تحریر فرمائی ہے:

وقف محمد بن علی بن عربی الطائی ھذاالکتاب علی جمیع المسلمین[8]۔	یہ کتاب محمد بن علی بن عربی طائی نے تمام مسلمانوں پر وقف کی۔

اوراس کے آخر میں قلم شیخ رحمہ اللہ تعالٰی سے یہ تحریر ہے:

قدتم ھذا الکتاب علی ید منشئہ وھو	یہ کتاب بقلم مصنف تمام ہوئی اور یہ میرے

[7] کشف الظنون بحوالہ لواقح الانوار القدسیہ من الفتوحات المکیہ مطبوعہ مکتبۃ المثنی بغداد ۲/ ۱۲۳۸

[8] کشف الظنون بحوالہ لواقح الانوار القدسیہ من الفتوحات المکیہ مطبوعہ مکتبۃ المثنی بغداد ۲/ ۱۲۳۹

النسخة الثانية من بخط يدى وكان الفراغ منه بكرة يوم الاربعاء الرابع والعشرين من شهر ربيع الاول سنة ست و ثلثين ٦٣٦ وستمائة وكتبه منشؤه[9]۔	خط سے دوسرا نسخہ ہے اس کی تحریر سے روز چار شنبہ وقت صبح بتاریخ ست وچہارم ماہ مبارک ربیع الاول ٦٣٦ فراغ لکھا ہوا ہے اس کے مصنف نے، رحمہ اللہ تعالٰی۔

ور سید موصوف نے یہ بھی بیان فرمایا کہ سینتیس ۳۷ مجلد میں ہے اور اس میں اس نسخے سے جس میں ملحدوں نے عقائد شنیعہ الحاق کئے، عبارت زیادہ ہے اور اس کی پشت پر نام کتاب بخط مصنف علیہ الرحمہ لکھا ہے اس کے نیچے شیخ صدرالدین قونوی رحمہ اللہ تعالٰی کے خط سے یہ عبارت تحریر ہے:

انشاء مولانا شيخ الاسلام وصفوة الانام محى الدين بن عربى[10]۔	یہ کتاب ہمارے آقا سردار مسلمانان برگزیدہ جہاں محی الدین بن عربی کی تصنیف ہے۔

اور اس کے نیچے لکھا ہے: ملك هذه المجلدة لمحمد بن اسحٰق القونوى[11] (یہ مجلد محمد بن اسحٰق قونوی کی ملک میں آیا۔ اس کے نیچے شیخ صدرالدین ممدوح کے خط سے محمد بن ابی بکر تبریزی کی روایت کہ ان سے بطریق سماع حاصل ہوئی مکتوب ہے اور محمد بن اسحٰق قونوی کی شرح دستخط یہ ہے:

انتقل الى خادمه وربيب لطفه محمد بن اسحٰق سنة سبعين وثلثين ٦٣٧ وستمائة[12]۔	یہ کتاب مصنف کے خادم ولطف پرورده محمد بن اسحٰق قونوی کی طرف ٦٣٧ میں منتقل ہوئی۔

نتیٰی ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ کون سا نسخہ معتمد ہوگا خود قلم خاص حضرت مصنف قدس اللہ تعالٰی سرہ العزیز کی تحریر اور اس کے اول وآخر میں خود مصنف ودیگر علماء وعمائد کے دستخط کثیر، جب یہ نسخہ ان عبارات شنیعہ سے خالی ملا تو الحاق وافترا میں کیا شک رہا والحمد للہ رب العٰلمین ولہٰذا مفتی سلطنت عثمانیہ عمدہ علمائے روم علامہ ابوالسعود علیہ رحمۃ الملک الودود نے اپنے فتوے میں تصریح فرمائی کہ یتقنا ان بعض الیھود افتراھا علی الشیخ قدس اللہ سرہ ہمیں یقین ہے کہ بعض یہودیوں نے یہ کلمات شیخ قدس سرہ، پر افتراء کئے ہیں۔ کما نقلہ فی الدر المختار عن معروضاتہ۔ اب کلام امام شعرانی کا حال سنئے، خود امام موصوف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ میزان میں فرماتے ہیں:

وقع لى ذلك من بعض الاعداء فانهم دسوا فى كتابى المسمى بالبحر المورود فى المواثيق	یعنی مجھے یہ واقعہ بعض اعدا کے ساتھ پیش آچکا ہے انہوں نے میری کتاب البحر المورود فی المواثیق والعہود

[9] کشف الظنون بحوالہ لواقع الانوار القدسیۃ من الفتوحات المکیۃ مطبوعہ مکتبۃ المثنی بغداد ۲/ ۱۲۳۹
[10] کشف الظنون بحوالہ لواقع الانوار القدسیۃ من الفتوحات المکیۃ مطبوعہ مکتبۃ المثنی بغداد ۲/ ۱۲۳۹
[11] کشف الظنون بحوالہ لواقع الانوار القدسیۃ من الفتوحات المکیۃ مطبوعہ مکتبۃ المثنی بغداد ۲/ ۱۲۳۹
[12] کشف الظنون بحوالہ لواقع الانوار القدسیۃ من الفتوحات المکیۃ مطبوعہ مکتبۃ المثنی بغداد ۲/ ۱۲۳۹

والعھود، امور اتخالف ظاھر الشریعة و داروبھا فی الجامع الازھر وغیرہ و حصل بذلك فتنة عظیمة وماخمدت الفتنة حتی ارسلت لھم نسختی التی علیھا خطوط العلماء ففتشھا العلماء فلم یجدوا فیھا شیئا ممایخالف ظاھر الشریعة ممادسه الاعداء فاللہ تعالٰی یغفر لھم و یسامحھم[13] اھ۔	میں خلاف شرع باتیں الحاق کردیں اور اسے جامع ازہر وغیرہ میں لئے پھرے اور اس کے سبب بڑا فتنہ اٹھا اور فرو نہ ہوا یہاں تک کہ میں نے ان کے پاس اپنا نسخہ جس پر علماء کے دستخط تھے بھیج دیا اہل علم نے تلاش کی تو اس میں وہ امور مخالفہ شریعت جو دشمنوں نے ملادیئے تھے اصلًا نہ پائے اللہ تعالٰی ان کی مغفرت کرے اور در گزر فرمائے۔

خیر ایک طریقہ تو ثبوت الحاق کا یہ ہے دوسرے یہ مصنف کا امام معتمد وعالم متدین، مستند ہونا معلوم ہے اور یہ کلام کہ بے تواتر حقیقی اس کی طرف نسبت کیا گیا صریح معصیت یا بدمذہبی وضلالت جس میں اصلًا تاویل وتوجیہ کی گنجائش ہی نہیں تو اس وجہ سے کہ علماء تو علماء عام اہل اسلام کی طرف بے تحقق وتواتر وثبوت قطعی کسی کبیرہ کی نسبت مقبول نہیں کما نص علیه الامام الاجل حجة الاسلام محمد الغزالی قدس سرہ العالی فی الاحیاء (جیسا کہ امام غزالی قدس سرہ نے "احیاء العلوم" میں اس کی تصریح کی ہے۔ت) رَد کردیں گے اور تحسینًا للظن، الحاقی کہیں گے اور اسی سے ملحق ہے، بات کا ایسا سخیف ورذیل ہونا کہ کسی طرح عقل سلیم اس امام عظیم سے اس کا صدور منظور نہ کرے جیسے باب ذوی الارحام میں قبیل فصل صنف اول سراجیہ میں یہ مہمل عبارت لان عندھما کل واحد منھم اولی من فرعه وفرعه وان سفل اولی من اصله[14] (کیونکہ ان دونوں کے نزدیک ان میں سے ہر ایک اپنی فرع سے اولٰی ہے اور اس کی فرع اگرچہ نچلی ہو اصل سے اولٰی ہے۔ت) جس کے لئے اصلًا کوئی محصل نہیں ولہذا علامہ سید شریف نے شرح میں نقل فرمایا:

لم یتحصل منھا معنی فھی من ملحقات بعض الطلبة القاصرین[15] الخ	اس کا کوئی معنی نہیں بنتا لہٰذا یہ بعض نالائق طلباء کی الحاق کردہ عبارت ہے الخ (ت)

اور اسی قبیل سے ہے وہ عبارت جس میں کسی طائفہ زائفہ کے لئے کوئی غرض فاسد ہو اور امام مصنف اس

[13] المیزان الکبرٰی مقدمۃ الکتاب مطبوعہ مصطفٰی البابی مصر ۱/ ۹

[14] السراجی فی المیراث باب ذوی الارحام مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۹

[15] حاشیۃ ضیاء السراج مع السراج بحوالہ شرح سید شریف مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۹

سے بَری اور جابجا خود اس کا کلام اس غرض مردود کے خلاف پر شاہد، جیسے بعض خدانا ترسوں کا امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی کی طرف معاذاللہ کلمات مذمت امام الائمہ مالک الازمہ کاشف الغمہ سراج الامّہ سیّدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ، نسبت کرنا حالانکہ اُن کی کتاب متواترہ احیاء وغیرہ مناقب امام کی شاہد عدل ہیں عــہ اور مثل آفتاب روشن وبے نقاب کہ مانحن فیہ میں ان صورتوں سے کوئی مشکل نہیں والحمدللہ رب العٰلمین، اگر منکر بہجۃ الاسرار شریف کے نسخ قدیمہ صحیحہ معتمدہ اس روایت سے خالی دکھادیتا یاز بانی انکار کے سوا کوئی دلیل معقول قابل قبول ارباب عقول، اس کے یقینی ضلالت ومخالف عقیدہ اہل سنت ہونے پر قائم کرلیتا تو اس وقت دعوی الحاق زیب دیتا، نہ کہ علی الرغم اس کے، علمائے مابعد، طبقہ فطبقہ اس روایت کو نقل فرمائیں، اور مقرر، ومسلم رکھتے آئیں اور بہجۃ کا ایک نسخہ معتمدہ بھی اس کے خلاف نہ ملے اور محض براہ سینہ زوری الحاق کا ادعائے باطل کردیا جائے، فن اصول میں جسے ادنٰی مداخلت ہے اس پر کالشمّس واضح کہ مجرد امکان، منافی قطع ویقین بالمعنی الاعم نہیں، جب تک احتمال ناشئ عن دلیل نہ ہو ورنہ تمام نصوص قرآن وحدیث سے ہاتھ دھو بیٹھے، اور یہیں سے ظاہر ہوگیا کہ منکر کا تصانیف شریفہ جناب شیخ اکبر وامام شعرانی قدس سرہما کی نظیر دینا کس درجہ لغو وبے محل تھا، کہاں وہ روشن وقائع قطعی ثبوت، کہاں یہ زبانی شو سے حیلہ مبہوت، کاش منکر نے جہاں تصانیف مذکورہ کا نام لیا تھا وہاں امام شعرانی کے اقوال مسطورہ بھی نقل کرلاتا، کہ دعوی مدلل وادعائے

عــہ ماینسب الی الامام الغزالی یردہ ماذکرہ فی احیاہ المتواتر عنه حیث ترجم الائمة الاربعة وقال واما ابوحنیفة فلقدکان ایضا عابدا زاھدا عارفا باللہ خائفا منه مریدا وجه اللہ تعالٰی یعلمه[16] الخ اھ درمختار۔	امام اعظم کے بارے میں جو امام غزالی کی طرف منسوب ہے اس کا رَد خود امام غزالی کا ذکر کردہ وہ کلام ہے جو انہوں نے تواتر سے مروی "احیاء العلوم" میں ائمہ اربعہ کے تراجم میں بیان کیا ہے اور انہوں نے وہاں فرمایا کہ بیشک امام ابوحنیفہ بھی عابد، زاہد، عارف باللہ، اللہ تعالٰی سے ڈرنے والے، اپنے علم کی بناپر اللہ تعالٰی کی رضا کے طالب تھے الخ اھ درمختار (ت)

یعنی امام حجۃ الاسلام احیاء العلوم میں فرماتے ہیں ابوحنیفہ خدا کی قسم عابد زاہد عارف باللہ تھے اللہ تعالٰی سے ڈرنے والے اور اپنے علم سے وجہ اللہ کا ارادہ رکھنے والے ۱۲

[16] احیاء العلوم بیان العلم الذی ھو فرض الکفایۃ مطبوعہ مطبعۃ المشہد الحسینی القاہرہ مصر ۱/ ۲۸

بے دلیل کا فرق کھل جاتا واللہ الحجۃ السامیۃ۔

اور اس ف نماز کو قرآن وحدیث کے خلاف بتانا محض بہتان وافترا، ہر گز ہر گز قرآن وحدیث میں کہیں اس کی ممانعت نہیں، نہ مخالف کوئی آیت یا حدیث اپنے دعوے میں پیش کر سکا، ہر جگہ صرف زبانی ادّعا سے کام لیامگر یہ وہی جہالتِ قبیحہ وسفاہت فضیحہ ہے جس میں فرقہ جدیدہ وطائفہ حادثہ قدیم سے مبتلا یعنی قرآن وحدیث میں جس امر کا ذکر نہیں وہ ممنوع ہے اگرچہ اس کی ممانعت بھی قرآن وحدیث میں نہ ہو، ان ذی ہوشوں کے نزدیک امر ونہی میں کوئی واسطہ ہی نہیں اور عدم ذکر ذکرِ عدم ہے پھر خدا جانے سکوت کس شے کا نام ہے! ترمذی و ابن ماجہ وحاکم سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ماحرّم اللہ فی کتابہ وماسکت فھو مماعفاعنہ[17]۔	حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام بتایا اور جس سے سکوت فرمایا وہ عفو ہے یعنی اس میں کچھ مواخذہ نہیں،

اور اس کی تصدیق قرآن عظیم میں موجود کہ فرماتا ہے جل ذکرہ:

··ا··· مَنُوْا········اِ······ ··اِ··ا··········· اللّٰہُ·· ·اللّٰہُ····[18]	اے ایمان والو! وہ باتیں نہ پوچھو کہ تم پر کھول دی جائیں تو تمہیں برا لگے اور اگر قرآن اُترتے وقت پوچھوگے تو تم پر ظاہر کردی جائیں گے اللہ نے اُن سے معافی فرمائی ہے اور اللہ تعالٰی بخشنے والا مہربان ہے۔

ف: یہاں سے اعلٰیحضرت علیہ الرحمۃ ایک فائدہ نفیسہ کا بیان شروع کررہے ہیں جو چار احادیث اور ایک آیت قرآنی پر مشتمل ہے جس سے بہت سی فروعات مثل عید میلاد النبی، گیارہویں شریف، تیجا، دسواں، چہلم اور صلٰوۃ الاسرار وغیرہ کے جواز کا ثبوت ملتا ہے۔ **نذیر احمد سعیدی**

---

[17] جامع الترمذی ابواب اللباس، باب ماجاء فی لبس الفراء مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/ ۲۰۶، سنن ابن ماجہ باب اکل الجبن والسمن مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۲۴۹

[18] القرآن ۵/ ۱۰۱

بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ ان کا حکم دیتے تو فرض ہو جاتیں اور بہت ایسی کہ منع کرتے تو حرام ہو جاتیں پھر جو انہیں چھوڑتا یا کرتا گناہ میں پڑتا، اس مالک مہربان نے اپنے احکام میں اُن کا ذکر نہ فرمایا یہ کچھ بھول کر نہیں کہ وہ تو بھول اور ہر عیب سے پاک ہے بلکہ ہمیں پر مہربانی کے لئے کہ یہ مشقت میں نہ پڑیں تو مسلمانوں کو فرماتا ہے تم بھی ان کی چھیڑ نہ کرو کہ پوچھوگے حکم مناسب دیا جائے گا اور تمہیں کو دقّت ہوگی۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ جن باتوں کا ذکر قرآن و حدیث میں نہ نکلے وہ ہرگز منع نہیں بلکہ اللہ کی معافی میں ہیں، دار قطنی ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ تعالٰی فرائض فلاتضیعوھا، وحرم حرمات فلاتعتدوھا، وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلاتبحثوا عنھا[19]۔	بیشک اللہ تعالٰی نے کچھ باتیں فرض کیں انہیں ہاتھ سے نہ جانے دو اور کچھ حرام فرمائیں اُن کی حرمت نہ توڑو اور کچھ حدیں باندھیں اُن سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں سے بے بھولے سکوت فرمایا اُن میں کاوش نہ کرو۔

احمد و بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ذرونی ماترکتکم فانما ھلك من کان قبلکم بکثرۃ سؤالھم واختلافھم علی انبیائھم فاذا نھیتکم عن شیئ فاجتنبوہ واذا امرتکم بامرفأتوا منہ ما استطعتم[20]۔	یعنی جس بات میں میں نے تم پر تضییق نہ کی اُس میں مجھ سے تفتیش نہ کرو کہ اگلی اُمتیں اسی بلا سے ہلاک ہوئیں، میں جس بات کو منع کروں اس سے بچو اور جس کا حکم دوں اسے بقدر قدرت بجالاؤ۔

احمد، بخاری، مسلم سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[19] سنن الدار قطنی باب الرضاع مطبوعہ نشر السنۃ ملتان ۴/ ۱۸۴

[20] صحیح مسلم باب فرض الحج فی العمر، حدیث ۴۱۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/ ۴۳۲، سنن ابن ماجہ باب اتباع سنت رسول اللہ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲، مسند احمد بن حنبل از مسند ابوہریرہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲/ ۲۴۷

ان اعظم المسلمین فی المسلمین جرماً من سأل عن شیئ لم یحرم علی الناس فحرم من اجل مسألته[21]۔	بیشک مسلمانوں کے بارے میں اُن کا بڑا گناہگار وہ ہے جو ایسی چیز سے سوال کرے کہ حرام نہ تھی اُس کے سوال کے بعد حرام کردی گئی۔

یہ احادیث باعلٰی ندامنادی کہ قرآن وحدیث میں جن باتوں کا ذکر نہیں نہ ان کی اجازت ثابت نہ ممانعت وارد، اصل جواز پر ہیں ورنہ اگر جس چیز کا کتاب وسنت میں ذکر نہ ہو مطلقاً ممنوع ونادرست ٹھہرے تو اس سوال کرنے والے کی کیا خطا، اس کے بغیر پوچھے بھی وہ چیز ناجائز ہی رہتی۔ بالجملہ یہ قاعدہ نفیسہ ہمیشہ یادرکھنے کا ہے کہ قرآن وحدیث سے جس چیز کی بھلائی یا برائی ثابت ہو وہ بھلی یا بری ہے ور جس کی نسبت کچھ ثبوت نہ ہو وہ معاف وجائز ومباح ورَوا اور اس کو حرام وگناہ ونادرست وممنوع کہنا شریعت مطہرہ پر افترا۔ قال ربنا تبارك وتعالٰی

۰۰۰۰ا۰۰۰۰۰۰۰۰۰ حَلٰلٌ۰ھٰذَاحَرَا۰ لِّتَفۡتَرُوۡا۰اللّٰهِالۡکَذِبَ۰اِ۰الَّذِ۰۰وۡنَ۰اللّٰهِ ا۰بَ۰یُفۡلِحُوۡنَ۰[22]	ہمارے رب تعالٰی نے فرمایا: اپنی زبانوں کا من گھڑت جھوٹ مت کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے، اللہ تعالٰی پر جھوٹ افتراء کرتے ہو، بیشک جو لوگ اللہ تعالٰی پر افتراء کریں وہ فلاح نہیں پائیں گے۔ (ت)

اسی طرح اس نماز کو طریقہ خلفائے راشدین وصحابہ کرام کے خلاف کہنا بھی اسی سفاہت قدیمہ پر مبنی کہ جو فعل اُن سے منقول نہ ہو عموماً ان کے نزدیک ممنوع تھا حالانکہ عدم ثبوت فعل وثبوت عدم جواز میں زمین وآسمان کا فرق ہے، امام علامہ احمد بن محمد قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں:

الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل لایدل علی المنع[23]۔	کرنا تو جواز کی دلیل ہے اور نہ کرنا ممانعت کی دلیل نہیں۔

رافضیوں نے اس طائفہ جدیدہ کی طرح ایک استدلال کیا تھا اس کے جواب میں شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثناء عشریہ میں لکھتے ہیں:

نکردن چیزے دیگرست ومنع فرمودن چیزے دیگراست[24] ملخصاً۔	نہ کرنا اور چیز ہے اور منع کرنا اور چیز ہے ملخصاً (ت)

[21] صحیح بخاری باب مایکرہ من کثرۃ السوال مطبوعہ اصح المطابع کراچی ۱۰۸۲/۲

[22] القرآن ۱۱۶/۱۶

[23] مواہب اللدنیہ

[24] تحفہ اثناعشریہ باب دہم مطاعن ابوبکر رضی اللہ عنہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۶۹

امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں بعد بیان اس امر کے کہ اذان مغرب کے بعد فرضوں سے پہلے دو۲ رکعت نفل پڑھنا نہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ صحابہ سے۔ فرماتے ہیں:

ثم الثابت بعدھذا نفی المندوبیة اما ثبوت الکراھة فلاالاان یدل دلیل اٰخر [25]۔	یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصحابہ کرام کے نہ کرنے سے اس قدر ثابت ہوا کہ مندوب نہیں۔ رہی کراہت وہ اس سے ثابت نہ ہوئی جب تک اور کوئی دلیل اس پر قائم نہ ہو۔

اور اسے اخلاص ف وتوکل کے خلاف ماننا عجب جہالت بے مزہ ہے اس میں محبوبان خدا کی طرف توجہ بغرض توسل ہے اور ان سے توسل قطعًا محمود، اور ہر گز اخلاص وتوکل کے منافی نہیں، اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

..............سَبِیۡلِہٖ..نَ. [26]	اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں کوشش کرو کہ تم مراد کو پہنچو۔

اور انبیاء وملائکہ علیہم الصلٰوۃ والسلام کی نسبت فرماتا ہے:

.و.........اِ...... [27]	وہ ہیں کہ دعا کرتے اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔

اور آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام ودیگر انبیاء وصلحاء وعلماء وعرفاء علیہم التحیۃ والثناء کا قدیمًا وحدیثًا حضور اقدس غایۃ الغایات، نہایۃ النہایات علیہ افضل الصلٰوۃ واکمل التسلیمات سے حضور کے ظہور پر نور سے پہلے اور بعد بھی حضور کے زمان برکت نشان میں اور بعد بھی عہد مبارک صحابہ وتابعین سے آج تک اور آج سے قیام قیامت وعرضات محشر ودخول جنت تک "استشفاع وتوسّل" احادیث وآثار میں جس قدر وفور وکثرت وظہور وشہرت کے ساتھ وارد محتاج بیان نہیں، جسے اس کی گونہ تفصیل دیکھنی منظور ہو مواہب لدنیہ امام قسطلانی وخصائص کبرائے امام جلال الدین سیوطی وشرح مواہب علامہ زرقانی ومطالع المسرات علامہ فاسی ولمعات واشعہ شروح مشکوٰۃ وجذب القلوب الٰی دیار المحبوب ومدارج النبوۃ تصانیف شیخ محقق مولٰنا عبدالحق صاحب دہلوی وغیرہا کتب وکلام علمائے کرام وفضلائے عظام علیہم رحمۃ العزیز العلّام، کی طرف رجوع لائے کہ وہاں حجاب غفلت منکشف

---

[25] فتح القدیر باب النوافل مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۸۹

[26] القرآن ۵/۳۵

[27] القرآن ۱۷/۵۷

ف: یہاں سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ شفاعت، وسیلہ، استمداد، التجا اور ہنگام توسل ندائے محبوبانِ خدا کے جواز پر کلام شروع کر رہے ہیں جو کہ آیات قرآنی، احادیث اور کتب سیرت سے ماخوذ ہے، غور کرو۔ نذیر احمد

ہوتا ہے اور مصنف خطا سے منصرف وباللہ سبحٰنہ وتعالٰی التوفیق۔ اسی طرح صحیح بخاری شریف میں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا سیدنا عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے طلب باراں سے توسل کرنا مروی ومشہور، حصن حصین میں ہے:

وان یتوسل الی اللہ تعالٰی بانبیاہ خ ر مس والصالحین من عبادہ[28] خ۔	یعنی آداب دعا سے ہے کہ اللہ تعالٰی کی طرف اس کے انبیاء سے توسل کرے۔ اسے بخاری وبزاز وحاکم نے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا اور اللہ کے نیک بندوں کا وسیلہ پکڑے، اسے بخاری نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

اور سب سے زیادہ وہ حدیث صحیح ومشہور ہے جسے ۱نسائی و ۲ترمذی و ۳ابن ماجہ و ۴حاکم و ۵بیہقی و ۶طبرانی وابن خزیمہ نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا اور طبرانی و بیہقی نے صحیح اور ترمذی نے حسن غریب صحیح اور حاکم نے برشرط بخاری ومسلم صحیح کہا اور حافظ امام عبدالعظیم منذری وغیرہ ائمہ نقد وتنقیح نے اس کی تصحیح کو مسلّم ومقرر رکھا جس میں حضور اقدس ملجاء بیکساں، ملاذ دوجہاں، افضل صلوات اللہ تعالٰی وتسلیماتہ علیہ وعلٰی ذریاتہ، نے نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز کہے:

اللھم انی اسئلك واتوجہ الیك بنبیك محمد نبی الرحمۃ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) یامحمد انی اتوجہ بك الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم فشفعہ فی۔[29]	الٰہی! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کہ مہربانی کے نبی ہیں یارسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا ہو، الٰہی! ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

اور لطف یہ ہے کہ بعض روایات حصن حصین میں لتقضی لی بصیغہ معروف واقع ہوا یعنی یارسول اللہ! میں آپ کے توسل سے خدا کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ آپ میری حاجت روائی کردیں۔ مولٰینا فاضل علی قاری علیہ الرحمۃ الباری حرز ثمین شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں:

وفی نسخۃ بصیغۃ فاعل ای لتقضی الحاجۃ	اور ایک نسخہ میں معروف کا صیغہ ہے یعنی تو میری حاجت روائی

---

[28] حصن حصین آداب دعاء افضل المطابع انڈیا ص ۱۸

[29] جامع الترمذی ابواب الدعوات مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۹۷/۲

لی والمعنی تکون سبباً لحصول حاجتی ووصول مرادی فالاسنادمجازی[30] ھ	فرمایا، اور معنی یہ ہے کہ آپ میری حاجت روائی کا سبب بنیں، پس یہ اسناد مجازی ہے اھ (ت)

اور یہ حدیث نفیس نجیح مذیل بطراز گرانبہائے تصحیح عــہ امام ابوالقاسم سلیمٰن لخمی طبرانی کے پاس یوں ہے:

ان رجلاکان یختلف الی عثمٰن بن عفان رضی اللہ تعالٰی عنہ فی حاجۃ لہ. فکان عثمٰن لایلتفت الیہ ولاینظر فی حاجتہ. فلقی عثمٰن بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ فشکا ذلک الیہ. فقال لہ عثمٰن بن حنیف: ائت المیضأۃ فتوضأ ثم ائت المسجد فصل فیہ رکعتین ثم قل اللھم انی اسألک و اتوجہ الیک بنبینا محمد	یعنی ایک حاجتمند اپنی حاجت کے لئے امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں آتا امیر المومنین نہ اس کی طرف التفات کرتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے، اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس امر کی شکایت کی انہوں نے فرمایا وضو کرکے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر یوں دعا مانگ: الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نبی رحمت کے وسیلے سے

عــہ۱: امام منذری ترغیب میں فرماتے ہیں: قال الطبرانی بعد ذکر طرقہ والحدیث صحیح[31] طبرانی نے اس حدیث کی متعدد اسنادیں ذکر کرکے کہا حدیث صحیح ہے ۱۲منہ (م)

عــہ: ھکذا ھو ھھنا یثبت الصلٰوۃ فی نفس الحدیث فی النسخۃ التصحیحۃ للترغیب التی من اللہ تعالٰی بھا علی ھذا المحتاج ولعل عثمن بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ اذا روی الحدیث اتی بہ کما ھو واذا علم الرجل زاد الصلٰوۃ کما ھو المطلوب فی امثال المقام، واللہ تعالٰی اعلم ۱۲منہ (م)	یوں ہی وہ یہاں نماز کا ثبوت نفس حدیث میں ہے "ترغیب" کے صحیح نسخہ میں ہے یہ نسخہ اللہ تعالٰی نے اس محتاج کو بطور احسان عطا فرمایا ہے ہوسکتا ہے کہ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب روایت کیا توانہوں نے حدیث کو درست بیان فرمایا اور جب انہوں نے آدمی کو ترغیب دی ہو تو نماز کا لفظ زائد کردیا ہو جیسا کہ ایسے مقام میں مطلوب ہوتا ہے، واللہ تعالٰی اعلم ۱۲منہ (ت)

---

[30] حرز ثمین شرح حصن حصین مع حصن حصین ، صلٰوۃ الحاجۃ ، افضل المطابع انڈیا ص ۱۲۵

[31] الترغیب والترہیب فی الصلٰوۃ الحاجۃ ودعائہا مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۷۶

صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم نبی الرحمة، یامحمد انی اتوجه بك الی ربی فتقضی لی حاجتی، وتذکر حاجتك ورح الی حتی اروح معک. فانطلق الرجل فصنع ماقال له، ثم اتی باب عثمٰن رضی اللّٰہ تعالٰی عنه فجاء البواب حتی اخذہ بیدہ فادخله علی عثمن بن عفان رضی اللّٰہ تعالٰی عنه فاجلسه معه علی الطنفسة، فقال حاجتک، فذکر حاجته فقضاها له، ثم قال: ماذکرت حاجتك حتی کانت هذہ الساعة وقال ماکانت لك من حاجة فاذکرها ثم ان الرجل خرج من عندہ فلقی عثمن بن حنیف رضی اللّٰہ تعالٰی عنه، فقال له جزاك اللّٰہ خیرا، ماکان ینظر فی حاجتی ولایلتفت الی حتی کلمته فی، فقال عثمن بن حنیف رضی اللّٰہ تعالٰی عنه واللّٰہ ماکلمته، ولکن شهدت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم واتاہ رجل ضریر فشکا الیه ذهاب بصرہ، فقال له النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم ائت المیضأة فتوضأ ثم صل رکعتین ثم ادع بهذہ الدعوات، فقال عثمن بن حنیف فواللّٰہ ماتفرقنا وطال بنا الحدیث حتی دخل علینا الرجل کانه لم یکن به ضر قط[32]۔	توجہ کرتا ہوں یارسول اللہ! میں حضور کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روافرمائے اور اپنی حاجت کا ذکر کر، شام کو پھر میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں، حاجت مند نے یوں ہی کیا پھر آستان خلافت پر حاضر ہوا دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا امیر المومنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا مطلب پوچھا، عرض کیا فوراً روافرمایا اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت تم نے اپنا مطلب بیان کیا پھر فرمایا جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو۔ یہ شخص وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ملا اور کہا اللہ تمہیں جزائے خیر دے امیر المومنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف التفات نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے اُن سے میرے بارے میں عرض کی، عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے تو تیرے معاملے میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا، مگر ہوا یہ کہ میں نے سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی حضور نے یوں ہی اسے ارشاد فرمایا کہ وضو کرکے دو رکعت پڑھے پھر یہ دعا کرے، خدا کی قسم ہم اُٹھنے بھی نہ پائے تھے، باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی اندھا ہی نہ تھا۔

[32] المعجم الکبیر للطبرانی ماا سند عثمان بن حنیف ۸۳۱۱ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۹/۱۷

تنبیہ: ایھا المسلمون حضرات منکرین کی غایت دیانت سخت محل افسوس وعبرت، اس حدیث جلیل کی عظمت رفیعہ وجلالت منیعہ اوپر معلوم ہوچکی اور اس میں ہم اہل سنت وجماعت کے لئے جواز استمداد والتجا وہنگام توسل، ندائے محبوبانِ خدا کا بحمد اللہ کیسا روشن و واضح وبین ولائح ثبوت، جس سے اہل انکار کو کہیں مفر نہیں اب ان کے ایک بڑے عالم مشہور نے باوجود اس قدر دعوی بلند علم وتدوین کے اپنے مذہب کی حمایت بیجا میں جس صریح بے باکی وشوخ چشمی کو کام فرمایا ہے انہیں اس سے شرم چاہئے تھی حضرت نے حصن حصین شریف کا ترجمہ لکھا، جب اس حدیث پر آئے اس کی قاہر شوکت، عظیم عزت نے جرات نہ کرنے دی کہ نفس متن میں اس پر طعن فرمائیں اور ادھر پاس مشرب، ناخن بدل جوش عصبیت تاب گسل، ناچار حاشیہ کتاب پر یوں ہجوم ہموم کی تسکین فرمائی کہ:

یک راوی این حدیث عثمٰن بن خالد بن عمر بن عبداللہ متروک الحدیث است چنانکہ در تقریب موجوداست وحدیث، راوی متروک الحدیث قابل حجت نمی شود۔	ایک راوی اس حدیث میں عثمٰن بن خالد بن عمر بن عبداللہ ہے جو متروک ہے جیسا کہ "تقریب" میں موجود ہے، اور متروک الحدیث راوی کی حدیث حجت کے قابل نہیں ہوتی۔(ت)

انا للہ وانا الیہ راجعون، انصاف ودیانت کا تو یہ مقتضی تھا کہ جب حق واضح ہوگیا تھا تسلیم فرماتے ارشاد مفترض الانقیاد حضور پرنور سید الانبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلٰی آلہ الامجاد، کی طرف رجوع لاتے نہ کہ خواہی نخواہی بزور تحریف، ایسی تصحیح رجیح حدیث کو، جس کی اس قدر ائمہ محدثین نے یک زبان تصحیح فرمائی معاذ اللہ ساقط ومردود قرار دیجئے اور انتقام خدا ومطالبہ حضور سید روز جزا علیہ افضل الصلٰوۃ والثناء کا کچھ خیال نہ کیجئے، اب حضرات منکرین کے تمام ذی علموں سے انصاف طلب کہ اس حدیث کا راوی عثمٰن بن خالد بن عمر بن عبداللہ متروک الحدیث ہے جس سے ابن ماجہ کے سوا کتب ستہ میں کہیں روایت نہیں ملتی، یا عثمٰن بن عمر بن فارس عبدی بصری ثقہ جو صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما تمام صحاح کے رجال سے ہیں، کاش اتنا ہی نظر فرمالیتے کہ جو حدیث کئی صحاح میں مروی، اس کا مدار روایت وہ شخص کیونکر ممکن جو ابن ماجہ کے سوا کسی کے رجال سے نہیں، وائے بیباکی، مشہور ومتداول صحاح کی حدیث جن کے لاکھوں نسخے ہزاروں بلاد میں موجود اُن کی اسانید میں صاف صاف عن عثمٰن بن عمر مکتوب، پھر کیا کہا جائے کہ ابن عمر کا ابن خالد بنالینا کس درجہ کی حیاودیانت ہے لاحول ولاقوۃ الاّ باللہ العلی العظیم۔ اور سنئے ابن السنی عبداللہ بن مسعود اور بزار عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذاانفلتت دابۃ احدکم بارض فلاۃ فلینادیاعباد اللہ احبسوا فان للہ تعالٰی عبادا فی الارض تحبسہ[33]۔	جب تم میں کسی کا جانور جنگل میں چھوٹ جائے تو چاہئے یوں ندا کرے "اے خدا کے بندو! روک لو" کہ اللہ تعالٰی کے کچھ بندے زمین میں ہیں جو اسے روک لیں گے۔

بزار کی روایت میں ہے یوں کہے: اعینوا یاعباداللہ مدد کرو اے خدا کے بندو!۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما ان لفظوں کے بعد رحمکم اللہ [34] (اللہ تم پر رحم کرے۔ت) اور زیادہ فرماتے رواہ ابن شیبۃ فی مصنفہ (اسے ابن شیبہ نے اپنی مصنّف میں روایت کیا۔ت) امام نووی رحمہ اللہ تعالٰی اذکار میں فرماتے ہیں: ہمارے بعض اساتذہ نے کہ عالم کبیر تھے ایسا ہی کیا، چھوٹا ہوا جانور فورًا رک گیا، اور فرماتے ہیں پر رحم: ایک بار ہمارا ایک جانور چھوٹ گیا، لوگ عاجز آگئے ہاتھ نہ لگا، میں نے یہی کلمہ کہا فورًا رک گیا جس کا اس کہنے کے سوا کوئی سبب نہ تھا[35] نقلہ سیدی علی القاری فی الحرز الثمین (ملا علی قاری نے اسے حرز ثمین میں نقل کیا۔ت) امام طبرانی سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور پرنور سید العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا اضل احدکم شیئا واراد عونا وھو بارض لیس بھا انیس فلیقل یاعباداللہ اعینونی یاعباداللہ اعینونی یاعباداللہ اعینونی فان للہ عبادا لایراھم[36]۔	جب تم میں سے کوئی شخص سنسان جگہ میں بہکے بھولے یا کوئی چیز گم کردے اور مدد مانگنی چاہے تو یوں کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں[عـــہ] جنہیں یہ نہیں دیکھتا۔

عـــہ: جن کے سید و مولا و سند و ماوٰی حضور پرنور سیدنا عبدالقادر جیلانی ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ (باقی برصفحہ آئندہ)

---

[33] المعجم الکبیر مروی از عبداللہ ابن مسعود حدیث ۱۰۵۱۸ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۰/ ۲۶۷، المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ ۳/ ۲۳۹ کشف الاستار عن زوائد البزار ۴/ ۳۴، مجمع الزوائد ۱۰/ ۱۳۲، الاذکار للنووی ص ۱۰۱

[34] المصنف لابن ابی شیبہ ما یدعوبہ الرجل حدیث ۹۷۶۹ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۰/ ۳۹۰

[35] الاذکار للنووی باب مایقول اذاانفلتت دابۃ مطبوعہ دار الکتاب العربیۃ بیروت ص ۲۰۱

[36] المعجم الکبیر ما سند عتبہ بن غزوان حدیث ۲۹۰ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۰/ ۱۱۷ و ۱۱۸

عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں قد جرّب ذلك[37] بالیقین یہ بات آزمائی ہوئی ہے رواہ الطبرانی ایضًا (اسے طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ت) فاضل علی قاری علامہ میرک سے وہ بعض علمائے ثقات سے ناقل ھذا حدیث حسن یہ حدیث حسن ہے۔ اور فرمایا مسافروں کو اس کی ضرورت ہے، اور فرمایا مشائخ کرام قدست اسرارہم سے مروی ہوا انہ مجرب قرن بہ النجاح[38] یہ مجرب ہے اور مراد ملنی اس کے ساتھ مقرون۔ ذکرہ فی الحرز الثمین (اس کو حرز ثمین میں ذکر کیا ہے۔ت) ان احادیث میں جن بندگان خدا کو وقت حاجت پکارنے اور ان سے مدد مانگنے کا صاف حکم ہے وہ ابدال ہیں کہ ایک قسم ہے اولیائے کرام سے قدس اللہ تعالٰی اسرارھم وافاض علینا انوارھم یہی قول اظہر واشہر ہے کما نص علیہ فی الحرز الوصین (جیسا کہ حرز الوصین میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔ت) اور ممکن کہ ملائکہ یا مسلمان صالح جن، مراد ہوں وکیفما کان ایسے توسل وندا کو شرک وحرام اور منافی توکل واخلاص جاننا معاذاللہ شرع مطہر کو اصلاح دینا ہے۔

تنبیہ: یہاں تو حضرات منکرین کے انہیں عالم نے یہ خیال فرما کر کہ معجم طبرانی بلاد ہند میں متداول نہیں بے خوف وخطر خاص متن ترجمہ میں اپنے زور علم ودیانت وجوش تقوٰی وامانت کا جلوہ دکھایا فرماتے ہیں: اس حدیث کے راویوں میں سے عتبہ بن غزوان مجہول الحال ہے تقوی اور عدالت اس کی معلوم نہیں جیسا کہ کہا ہے تقریب میں کہ نام ایک کتاب کا ہے اسماء الرجال کی کتابوں سے۔

اقول: مگر بحمداللہ آپ کا تقوی وعدالت تو معلوم، کیسا طشت از بام ہے خدا کی شان کہاں عتبہ بن غزوان رقاشی کہ طبقہ ثالثہ سے ہیں جنہیں تقریب میں مجہول الحال اور میزان میں لایعرف کہا، اور کہاں اس حدیث کے راوی عتبہ بن غزوان بن جابر مازنی بدری کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے صحابی جلیل القدر مہاجر ومجاہد غزوہ بدر ہیں جن کی جلالت شان بدر سے روشن، مہر سے اَبْیَنْ رضی اللہ تعالٰی عنہ وارضاہ مترجم صاحب دیباچہ ترجمہ میں معترف کہ حرز ثمین

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

کما نص علیہ سیدنا الخضر علیہ الصلٰوۃ والسلام رواہ ونقلہ فی البھجۃ والزبدۃ والتحفۃ وغیرھا منہ (م)

جیسا کہ سیدنا خضر علیہ السلام نے اس کی تصریح کی اور بہجۃ الاسرار، الزبدۃ اور التحفہ وغیرہا میں اس کو روایت کیا اور نقل کیا ۱۲منہ (ت)

---

[37] المعجم الکبیر ماسند عتبہ بن غزوان حدیث ۲۹۰ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۰/ ۱۱۸

[38] حرز ثمین حواشی حصن حصین دعاء الرکوب فی البحر افضل المطابع انڈیا ص ۴۶

اُن کے پیش نظر ہے، شاید اس حرز میں یہ عبارت تو نہ ہو گی:

رواہ الطبرانی عن زید بن علی عن عتبۃ بن غزوان رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[39]۔	اس کو طبرانی نے زید بن علی سے انہوں نے عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا۔(ت)

یا جس تقریب کا آپ نے حوالہ دیا اس میں خاص برابر کی سطر میں یہ تحریر تو نہ تھی:

عتبۃ بن غزوان بن جابر المزنی صحابی جلیل مھاجر بدری مات سنہ سبع عشرۃ[40] اھ ملخصاً۔	عتبہ بن غزوان بن جابر المزنی صحابی جلیل بدری اور مہاجر ہیں جن کا وصال ۱۷ھ میں ہوا۔ اھ ملخصًا۔(ت)

پھر کون سے ایمان کا مقتضٰی ہے کہ اپنے مذہب فاسد کی حمایت میں ایسے صحابی رفیع الشان عظیم المکان کو بزور زبان وبزور جنان درجہ صحابیت سے طبقہ ثالثہ میں لاڈالے اور شمس عدالت وبدرِ جلالت کو معاذاللہ مردود الروایۃ ومطعون جہالت بنانے کی بدراہ نکالئے

ولکن صدق نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا لم تستحی فاصنع ماشئت[41]۔	لیکن حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تجھے حیا نہیں تو پھر جو چاہے کر۔(ت)

مسلمان دیکھیں کہ حضرات منکرین انکار حق واصرار باطل میں کیا کچھ کر گزرے پھر ادعائے حقانیت گویا تمیز کا وضوئے محکم ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، خیر یہ تو حدیثیں تھیں اب شاہ ولی اللہ صاحب کی سنئے اپنے قصیدہ اطیب النغم کی شرح میں پہلی بسم اللہ یہ لکھتے ہیں کہ:

لابدست ازاستمداد بروح آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔[42]	حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کی روح پاک سے مدد حاصل کرنا ضروری ہے۔(ت)

اسی میں ہے:

بنظر نمی آید مرا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ	مجھے تو ہر مصیبت میں اور ہر پریشان حال کے لئے حضور

[39] حرز ثمین شرح حصن حصین مع حصن حصین دعاء الرکوب فی البحر افضل المطابع انڈیا ص ۴۵

[40] تقریب التہذیب ترجمہ ۴۴۵۴ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۶۵۳

[41] المعجم الکبیر مروی از ابو مسعود حدیث ۶۵۸ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۷/۲۳۷

[42] شرح قصیدہ اطیب النغم فصل اول در تشبیب بذکر الخ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲

جائے دست زدن اندوہگین ست درہر شدّتے[43]۔	علیہ الصلٰوۃ والسلام کادستِ تصرف ہی نظر آتا ہے(ت)

اسی میں ہے:

بہترین خلق خداست در خصلت ودر شکل ونافع ترین ایشان ست مردماں رانزدیک ہجوم حوادث زماں۔[44]	زمانے کے حوادث میں لوگوں کے لئے آپ سے بڑھ کر کوئی نافع نہیں ہے۔(ت)

اسی میں ہے:

فصل یازدہم درابتہال بجناب آں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رحمت فرستد برتوخدائے تعالٰی اے بہترین کسیکہ امید داشتہ شودا ے بہترین عطاکنندہ[45]۔	گیارہویں فصل حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کی مدح میں ہے اے بہترین مددگار اور جائے امید اور بہترین عطا کرنے والے! آپ پر اللہ تعالٰی کی بے شمار رحمتیں ہوں۔(ت)

اسی میں ہے:

اے بہترین کسیکہ امید داشت شود برائے ازالہ مصیبتے[46]۔	اے بہترین امیدگاہ، مصیبتوں کے ازالہ کے لئے۔(ت)

اسی میں ہے:

توپناہ دہندہ منی از ہجوم کردن مصیبتے وقتیکہ بخلاند دردل بدترین چنگالہارا[47]۔	آپ مجھے ہر ایسی مصیبت میں جودل میں بدترین اضطراب پیدا کرے، پناہ دیتے ہیں۔(ت)

اوراپنے قصیدہ ہمزیہ کی شرح میں تو قیامت ہی توڑ گئے، لکھتے ہیں:

آخر حالتی کہ ثابت است مادح آں حضرت را صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وقتیکہ احساس کند نارسائی خودرااز حقیقت ثناضراعۃ (بالفتح) خواری وزاری، ابتہال واخلاص دردعاآنست کہ نداکند زار وخوار شدہ بشکستگی دل واظہار بے قدری خود، باخلاص درمناجات وپناہ گرفتن بایں طریق، اے رسول خدا، اے بہترین مخلوقات، عطائے ترامیخواہم روز فیصل کردن۔[48]	مایوسی کے وقت مدح کرنے والے کی آخری حالت میں یہ دعااور ثنا ہونی چاہئے کہ وہ اپنے کو انتہائی گریہ وزاری اور دل جمعی اور اظہار بے قدری میں خلوص کے ساتھ پناہ حاصل کرتے ہوئے یہ مناجات کرے اور کہے کہ اے رسول خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، اے اللہ تعالٰی کی مخلوق میں بہترین ذات! قیامت کے روز میں آپ کی عطاکا خواستگار ہوں۔ (ت)

---

[43] شرح قصیدہ الطیب النغم فصل اول در تشبیب بذکر اِلخ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۴

[44] شرح قصیدہ الطیب النغم فصل چہارم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۶

[45] شرح قصیدہ اطیب النغم فصل یازدہم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۲

[46] شرح قصیدہ اطیب النغم فصل یازدہم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۲

[47] شرح قصیدہ اطیب النغم فصل یازدہم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۲

[48] شرح قصیدہ ہمزیہ فصل ششم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۳

اسی میں ہے:

وقتیکہ فرود آید کار عظیم در غایت تاریکی پس توئی پناہ از ہر بلا[49]۔	جب کوئی کام تاریکی کی گہرائی میں گر جائے تو آپ ہی ہر بلا میں پناہ دیتے ہیں۔(ت)

اسی میں ہے:

بسوئے توست آوردن من وبہ توست پناہ گرفتن من ودر توست امید داشتن من[50]۔	میری جائے پناہ، میری جائے امید اور میرے مرجع آپ ہی ہیں۔(ت)

بالجملہ بندگان خدا سے توسل کو اخلاص وتوکل کے خلاف نہ جانے گا مگر سخت جاہل محروم یا ضال مکابر ملوم، رہا اس نماز مبارک کے افعال پر کلام، اولاً: جب اس کی ترغیب خود حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ارشاد سے ثابت تو مدعی تسنن کو کیا گنجائش انکار، خود منکرین کی زبانیں اس شہادت میں ہمارے دل وزبان کی شریک ہیں کہ وہ جناب اتباع قرآن وحدیث واقتضائے سنت سنیہ ومراعات سیرت صحابہ واجتناب محدثات شنیعہ والتزام احکام شرعیہ پر استقامت کاملہ رکھتے تھے رضی اللہ تعالٰی عنہ وارضاہ امدنا فی الدارین بنعماہ اٰمین (اللہ تعالٰی اس سے راضی ہو اور اس کو راضی کرے اور اپنی نعمتوں سے دونوں جہاں میں ہماری امداد فرمائے آمین۔ت)

ثانیاً: دو۲ علما واولیا جن میں بعض کے اسمائے طیبہ فقیر غفراللہ تعالٰی لہ بہم نے ذکر کئے جنہوں نے یہ نماز پسند کی اجازت دی، سند لی، خود پڑھی، منکرین میں کون ان کے پائے کا ہے؟ پھر ان کے کہے سے کیونکر مسلم ہو کہ حکم شرع پر یہی چلے، اور وہ سب معاذاللہ گناہگار، فسّاق، بدعتی گزرے اور ان اکابر کو غیر موثوق کہہ کر اتباع سواد اعظم کی طرف بلانا، وہی پرانی تلبیس ہے سواد اعظم کا خلاف جب ہو کہ جمہور ائمہ دین، فقہا ومحدثین، عرفائے محدثین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اس نماز سے ممانعت کرتے آئے ہوں، جب منکرین دو چار ائمہ معتمدین سے صحیح طور پر (جو دیدہ ودانستہ کذب وافترا ووضع اسمائے کتب وعلما واستناد بمجاہیل واجزائے خاملہ سے، کہ داب قدیم اکابر منکرین ہے خالی ہو) اس نماز کریم کی ممانعت کا ثبوت نہ دے سکے نہ ان شاء اللہ تعالٰی قیام قیامت دے سکیں تو سواد اعظم کا نام لینا صرف عوام کو دھوکا دینا ہے۔

ثالثاً: ان صاحبوں کے اصول پر تو اس نماز کے جواز واباحت اور منع وانکار کی قباحت وشناعت

[49] شرح قصیدہ ہمزیہ فصل ششم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۳

[50] شرح قصیدہ ہمزیہ فصل ششم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۴

پر نئے طور سے (جسے معارضہ بالقلب کہئے) سوادِ اعظم ائمہ وعلماء ومحدثین وفقہا کا اجماع قطعی ثابت ہوگا، پہلے معلوم ہو چکا کہ ان حضرات کے مذہب میں عدم ذکر ذکرِ عدم ہے اور خود یہاں منکرین کے ادعائے سوادِ اعظم کا یہی مبنی کما لایخفی (جیسا کہ مخفی نہیں۔ت) اب ہم کہتے ہیں کلمات ائمہ میں اس نماز پر انکار جائز ہونا ہر گز مذکور نہیں، **ومن ادعی فعلیہ البیان ولایستطیعہ حتی یرجع القارظان** (جو دعوی کرے اس پر بیان لازم ہے جبکہ یہ اس کی استطاعت سے خارج ہے۔ت) اور عدم بیان، بیان عدم تولاجرم اس کے یہ معنی ہوں گے کہ ان سب ائمہ کے نزدیک اس نماز مبارک پر انکار روانہیں اور جس پر انکار ناجائز ہوگا وہ اقل درجہ مباح ہوگا **فثبت المقصود وبہت العنود والحمد للہ العلی الودود** (مقصود ثابت ہوا، مخالف مبہوت ہوا، **الحمد للہ العلی الودود**۔ت)

رابعًا: ان حضرات کی عجیب عادت ہے، جواز کہ عقلاً ونقلاً محتاج دلیل نہیں بے دلیل خاص قبول نہیں کرتے اور عدم جواز کے لئے ان کے زبانی دعوے کافی ہو جاتے ہیں کاش جہاں یہ کہتے ہیں کہ توجہ بعراق وروش باوسب درست نہیں وہاں اس پر کوئی دلیل شرعی بھی قائم کرتے اور جب کچھ نہیں تو ہمارے لئے اصل جواب وہی ہے جو مدعیان بے ثبوت کے مقابل قرآن عظیم نے تعلیم فرمایا کہ ...ا.........[51]

(فرمادیجئے اگر سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔ت) اور منکر نے اثنائے تقریر میں جو اپنے لئے بات آسان کرنے کو ہیأت نماز وتذلل تام وانتہائے تعظیم کی قیدیں بڑھالیں وہ خود اسی پر مردود کہ ہر گز ترکیب صلٰوۃ الاسرار میں ان باتوں کا نشان نہیں، ہاں محبوبانِ خدا کی نفس تعظیم بیشک اہم واجبات واعظم قربات سے ہے:

قال اللہ تعالٰی ....[52] قال اللہ تعالٰی ....اللہِ...تَقْوَ...ا...[53] .تَّا اَ......مُبَشِّرًا نَذِیْرًا...مِنُوْا ..للہِ....	اللہ تعالٰی نے فرمایا جو شخص اللہ تعالٰی کی عزت والی چیزوں کی تعظیم کرے گا تو یہ اس کے لئے اللہ تعالٰی کے ہاں بہتر ہے۔ اور نیز فرمایا جو شخص اللہ تعالٰی کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا تو یہ قلبی تقوی ہوگا، اور نیز فرمایا ہم نے آپ کو مشاہدہ کرنے والا، بشارت سنانے

[51] القرآن ۲/۱۱۱
[52] القرآن ۲۲/۳۰
[53] القرآن ۲۲/۳۲

......توَ.....[54]	والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ اے مومنو! تم اللہ اور اس کے رسول کی تعظیم وتوقیر بجالاؤ(ت)

خود منکر نے کہا کہ صحابہ کرام تعظیم سیدالانام علیہ وعلیہم الصلٰوۃ والسلام میں ہم سے زیادہ تھے بلکہ شاید ابھی منکرین کو خبر نہیں کہ علمائے دین نے روضہ منورہ کے حضور خاص ہیأت نماز قائم کرنے کا حکم دیا تو منکر کو اس قید کا اضافہ بھی کام نہ آیا بلکہ گناہ بے لذت ٹھہرا۔ لباب و شرح لباب کی عبارت عنقریب مذکور ہوگی بالفعل اختیار شرح مختار وفتاوٰی عالمگیری کی تصریح لیجئے فرماتے ہیں:

یتوجه الی قبرہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم یقف کما یقف فی الصلٰوۃ ویمثل صورته الکریمة البھیة[55] اھ ملتقطا۔	یعنی قبر شریف سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف توجہ کرے اور یوں کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور حضور کی صورت مبارک کا تصور باندھے۔ اھ ملتقطا۔

اے عزیز! ف اصل کار یہ ہے کہ محبوبان خدا کے لئے جو تواضع کی جاتی ہے وہ درحقیقت خدا ہی کے لئے تواضع ہے ولہذا بکثرت احادیث میں استاذ وشاگرد وعلماوعام مسلمین کے لئے تواضع کا حکم ہوا جنہیں جمع کیجئے تو دفتر طویل ہوتا ہے۔ طبرانی معجم اوسط اور ابن عدی کامل میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تعلموا العلم وتعلموا للعلم السکینة والوقار وتواضعوا لمن تعلمون منه[56]۔	علم سیکھو اور علم کے لئے سکون ومہابت (وقار) سیکھو اور جس سے علم سیکھتے ہو اس کے لئے تواضع کرو۔

ف: محبوبان خدا (مثلاً انبیاء، اولیاء، علماء، استاد اور شاگرد کہ وہ اللہ کے نبی، یہ اللہ کے ولی، وہ دین الٰہی کے قیم ہیں اور ملت الٰہیہ پر قائم) کی تواضع اور تعظیم کرنا درحقیقت خدا ہی کی تواضع اور تعظیم کرنا ہے ورنہ محض کسی دنیادار یا کافر کی تعظیم جائز نہیں۔ **نذیر احمد**

---

[54] القرآن ۴۸/ ۸ و ۹

[55] فتاوٰی ہندیہ کتاب المناسک مطلب زیارۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۲۶۵

[56] الکامل فی ضعفاء الرجال من اسمہ عباد عباد بن کثیر ثقفی بصری مطبوعہ دارالفکر بیروت ۴/ ۱۶۴۲

اور خطیب نے کتاب الجامع لآداب الراوی والسامع میں اُن سے یوں روایت کی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

تواضعوا لمن تعلمون منه وتواضعوا لمن تعلمونه ولاتکونوا جبابرة العلماء فیغلب جهلکم علمکم[57]۔	جس سے علم سیکھتے ہو اس کے لئے تواضع کرو اور جسے علم سکھاتے ہو اس کے لئے تواضع کرواور متکبر عالم نہ بنو کہ تمہارا جہل تمہارے علم پر غالب ہوجائے۔

باایںہمہ علمانے تصریح فرمائی کہ غیر خدا کے لئے تواضع حرام ہے، فتاوٰی ہندیہ میں یہ ہے : **التواضع لغیرالله حرام کذافی الملتقط**[58] (غیر خدا کے لئے تواضع حرام ہے جیسا کہ ملتقط میں ہے۔ت) تو بات وہی ہے کہ انبیاء واولیاء و مسلمین کے واسطے تواضع اس لئے ہے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں یہ اللہ کے ولی ہیں وہ دین الٰہی کے قیم ہیں یہ ملت الٰہیہ پر قائم ہیں تو علت تواضع، جب وہ نسبت ہے جو انہیں بارگاہ الٰہی میں حاصل، تو یہ تواضع بھی درحقیقت خدا ہی عـــہ کے لئے ہوئی جیسے

ف: یہ فائدہ ضرور ملاحظہ ہو عـــہ عجیب تر بشنو (نہایت عجیب بات سن۔ت) مرزا مظہر جانجاناں صاحب اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں:

ایشاں بجناب پیر خود نوشتند کہ محبت شما بر محبت خدا و رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غالب وست موجب انفعال میشود درجواب برنگاشتند کہ محبت پیر ہمیں محبت خدا ورسول ست وسبب جذب کمالات الٰہیہ کہ در باطن پیر ثابت ست می شود چوں دیدہ عقل آمد احول معبود توسری ست اول[59]	انہوں نے اپنے پیر کی خدمت میں لکھا کہ آپ کی محبت اللہ تعالٰی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی محبت پر غالب ہے جو کہ فیضیاب ہونے کا سبب ہے، پیر صاحب نے جواب میں لکھا کہ پیر کی محبت بھی اللہ تعالٰی اور رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہی کی محبت ہے جو کہ پیر کے باطن میں ثابت شدہ اللہ تعالٰی کے کمالات کو جذب کرنے کا باعث ہے۔انتہی بلطفہ ۱۲منہ (م)

---

[57] الجامع لاخلاق الراوی باب ذکر ماینبغی للراوی والسامع دار الکتب العلمیۃ بیروت ص۹۱، الکامل فی ضعفاء الرجال من اسمہ عباد عباد بن کثیر ثقفی بصری مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۶۴۳/۴

[58] فتاوٰی ہندیہ الباب الثامن والعشرون فی ملاقات الملوک الخ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۳۶۸/۵

[59] ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں مجتبائی دہلی ص ۱۸۲

صحابہ کرام واہلِ بیت عظام کی تعظیم ومحبت بعینہٖ محبت وتعظیم سید عالم ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم،

کمانص علیہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی غیر ما حدیث ونحن فی غنی عن سردھا ھٰھنا فما ھی شوارد بل معلومۃ الموارد۔	جیسا کہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام نے اس پر تصریح فرمائی، ایسی بہت سی احادیث ہیں ہمیں ان کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں، وہ احادیث اجنبی نہیں ہیں ان کا مورد سب کو معلوم ہے۔(ت)

تواضع لغیر اللہ کی شکل یہ ہے کہ عیاذًا باللہ، کسی کافر یا نیادار غنی کے لئے اس کے سبب تواضع ہو کہ یہاں وہ نسبت موجود ہی نہیں یا موجود ہے تو ملحوظ نہیں، اے عزیز! کیا وہ احادیث کثیرہ شہیرہ جن میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے خشوع وخضوع بجالانا مذکور، اس درجہ اشتہار پر نہیں کہ فقیر کو اُن کے جمیع واستیعاب سے غنا ہو، ابوداؤد ونسائی وترمذی وابن ماجہ اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال اتیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واصحابہ حولہ کأنّ علی رؤسھم الطیر[60]۔	فرمایا میں سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، حضور کے اصحاب حضور کے گرد تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں، یعنی سر جھکائے گردنیں خم کئے بے حس وحرکت کہ پرندے لکڑی یا پتھر جان کر سروں پر آبیٹھیں، اس سے بڑھ کر اور خشوع کیا ہوگا!

ہند بن ابی ہالہ وصاف النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ورضی عنہ کی حدیث حلیہ اقدس میں ہے:

اذا تکلم اطرق جلساؤہ کانّ علی رؤسھم الطیر[61]۔	جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کلام فرماتے جتنے حاضران مجلس ہوتے سب گردنیں جھکالیتے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔

عجب ست باوجودت کہ وجود من ماند　　　　تو بگفتن اندر آئی ومرا سخن بماند

(تعجب ہے کہ تیرے وجود سے میرا وجود باقی ہے تیری گفتگو نافذ ہے اور میری بات باقی ہے)

مولانا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں لکھتے ہیں:

یکے از مشائخ گوید کہ من وشیخ علی ہیتی درمدرسہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ بودیم کہ یکے از اکابر بغداد پیش آمد و	ایک بزرگ نے فرمایا کہ میں اور شیخ علی ہیتی حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مدرسہ میں تھے کہ اتنے میں بغداد کے

[60] سنن ابوداؤد کتاب الطب باب الرجل یتداوہ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۸۳، مسند احمد بن حنبل حدیث اسامہ بن شریک مطبوعہ دارالفکر بیروت ۴/ ۲۷۸

[61] المعجم الکبیر حدیث ہند بن ابی ہالہ ۴۱۴، مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۲۲/ ۱۵۸

گفت یاسیدی قال جدك رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم من دعی فلیجب وھاانا ادعوك الی منزلی گفت اگر مرا اذن کنند بیایم زمانے سر ور پیش انداخت پس گفت مے آیم وبراستر سوار شد شیخ علی ہیتی رکاب راست وی گرفت ومن رکاب چپ تابسرائے آں شخص رسیدیم ہمہ مشائخ بغداد وعلماواعیان آنجا بودند سماطے برکشیدند بروی انواع نعمتہا وسلّہ بزرگ سرپوشیدہ دوکس برداشتہ پیش آوردند ودرآخر سماط نہادند بعدازاں آں شخص کہ صاحب دعوت بود گفت الصّلا وشیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ سر در پیش افگندہ بود ہیچ نخورد واذن نیزندادد ہیچکس ہم نخورد واھل المجلس كأنّ علی رؤسھم الطیر ھیبته[62]۔	ایک بزرگ تشریف لائے اور انہوں نے عرض کی اے آقا (غوث اعظم) آپ کے جدّامجد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دعوت دے اس کی دعوت قبول کی جائے، لومیں آپ کو اپنے گھر کے لئے دعوت دیتاہوں توآپ نے فرمایا اگر مجھے اجازت ملی توآؤں گا، یہ فرماکر آپ نے کچھ دیر سر مبارک کو جھکایا پھر فرمایامیں آرہاہوں آپ گھوڑے پر سوار ہوئے شیخ علی ہیتی نے دایاں رکاب اور میں نے بایاں رکاب پکڑا، حتی کہ ہم سب اس شیخ کے گھر پہنچے تووہاں پر بغداد کے مشائخ اور علما اور خاص لوگ موجود تھے دستر خوان بچھایاگیا جس پر مختلف قسم کی نعمتیں موجود تھیں اور ایک بھاری بوجھل تابوت کودس آدمی اٹھائے ہوئے لائے جواُوپر سے ڈھانپا ہوا تھا وہ دستر خوان کے قریب ایک طرف رکھ دیا گیا، اس کے بعد صاحب خانہ شیخ نے کھانا کھانے کو کہا تو حضرت غوث اعظم نے سر مبارک جھکایانہ خود کھانا تناول فرمایا اور نہ ہی ہمیں کھانے کی اجازت دی، اور کسی نے بھی نہ کھایا جبکہ تمام اہل مجلس ایسے خاموش سر جھکائے ہوئے تھے جیسے کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔(ت)

یعنی اہل مجلس کہ تمام اولیاء وعلماء وعمائد بغداد تھے ہیبت سرکار قادریت کے سبب ایسے بیٹھے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں، مقصود اسی قدر تھا مگر ایسی جانفزابات کاناتمام رہنادل کو نہیں بھاتالہٰذا تفریح قلوب سنت وغیظ صدور بدعت کے لئے تتمہء روایت نقل کروں، فرماتے ہیں:

شیخ رضی اللہ تعالٰی بمن وشیخ علی ہیتی اشارتی کرد کہ آں سلّہ راپیش آرید برخاستیم وآں راپیش برداشتیم وبس گراں بود در پیش شیخ نہادیم فرمود تاسرآنرا بگشادیم دیدیم کہ فرزند آں شخصے بود نابینائے مادرزاد	حضرت نے مجھے اور شیخ علی ہیتی کو اشارہ فرمایا کہ اس تابوت کو میرے سامنے لاؤ، وہ بھاری تابوت ہم نے اٹھاکر آپ کے سامنے رکھ دیا پھر آپ نے فرمایا اس پر سے کپڑا ہٹاؤ، جب ہم نے دیکھا وہ اس شخص کا

[62] نفحات الانس حالات شیخ ابوعمروصریفینی رحمۃاللہ علیہ مطبوعہ انتشارات کتاب فروشی ایران ص ۵۲۰

برجائے ماندہ ومجذوم ومفلوج گشتہ شیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ وی راگفت قم باذن اللہ معافی، آں کودک برخاست دواں وبیناوبران ہیچ آفتے نے فریاد ازحاضراں برخاست شیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ درانبوہ مردم بیروں آمدوہیچ نخوردپیش شیخ ابوسعید قیلوی رفتم وآں قصہ باوے بگفتم گفت شیخ عبدالقادر یبرئ الاکمه والابرص ویحي الموتی باذن اللہ عزوجل ست انتہی[63]۔	لڑکا تھا جومادر زاد نابینا اور مفلوج تھا تو حضرت نے اس لڑکے کو حکمًا فرمایا قم باذن اللہ معافی (اللہ کے حکم سے کھڑے ہوجاؤ عافیت والے ہوکر) وہ لڑکا فورًا تندرست حالت میں کھڑا ہوگیا جیسا کہ اسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ اس کے بعد حضرت حاضرین میں سے اُٹھ کر پوری جماعت کے ساتھ باہر تشریف لے گئے اور کچھ نہ کھایا۔ اس کے بعد میں شیخ ابوسعید قیلوی کے پاس گیا اور ان کو میں نے یہ تمام قصہ سنایا توانھوں نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست اور مُردے کو زندہ اللہ کے اذن سے کرتے ہیں۔ (ت)۔

قادراقدرت توداری ہرچہ خواہی آں کنی

مردہ راجانے دہی ودرد رادرماں کنی

(اے قدرت والے تجھے قدرت ہے جوچاہے توکرے، مردہ کوجان دیتاہے اور درد کوآرام دیتاہے)

امام ابوابراہیم تجیبی رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں کتاب الشفاء میں ہے:

واجب علی کل مومن متی ذکرہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم اوذکر عندہ ان یخضع و یخشع ویتوقر ویسکن من حرکته ویأخذ فی ہیبته واجلاله بماکان یاخذبه نفسه لوکان بین یدیه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ویتأدب بماادبنا اللہ تعالٰی به[64]۔	ہر مسلمان پر واجب ہے جب حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یاد کرے یااس کے سامنے حضور کاذکر آئے خضوع وخشوع بجالائے اور باوقار ہوجائے اور اعضاء کو حرکت سے بازرکھے اور حضور کے لئے اس ہیبت وتعظیم کی حالت پر ہوجائے جو حضوراقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے روبرو اس پر طاری ہوتی اور ادب کرے جس طرح خداتعالٰی نے ہمیں ان کاادب سکھایا ہے۔

[63] نفحات الانس حالات ابوعمروصریفینی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مطبوعہ انتشارات کتاب فروشی ایران ص ۵۲۰

[64] کتاب الشفاء فصل واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد موتہ مطبوعہ مطبعۃ شرکۃ صحافیۃ ترکی ۲/ ۳۴

امام علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں اس قول کے نیچے لکھتے ہیں:

یفرض ذلك ویلاحظه ویتمثله فکانه عندہ[65]۔	یعنی یادِ حضور کے وقت یہ قرار دے کہ میں حضور اقدس کا تصور باندھے گویا حضور کے سامنے حاضر ہوں۔

امام اجل سیدی قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالٰی شفا شریف میں امام تجیبی کا ارشاد نقل کرکے فرماتے ہیں:

وھذہ کانت سیرۃ سلفنا الصالح وائمتنا الماضین رضی اللہ تعالٰی عنھم[66]۔	ہمارے سلف صالح وائمہ سابقین رضی اللہ تعالٰی عنہم کا یہی داب وطریقہ تھا۔

اور فرماتے ہیں:

کان مالك اذا ذکر النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم یتغیّر لونه وینحنی[67]۔	امام مالک رحمہ اللہ تعالٰی جب سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر کرتے رنگ اُن کا بدل جاتا اور جھک جاتے۔

نسیم میں ہے: لشدۃ خشوعه[68] یہ جھک جانا سبب شدت خشوع تھا۔

شفا شریف وغیرہ تصانیف علماء میں اس قسم کی بہت روایات مذکور، شاہ ولی اللہ قصیدہ ہمزیہ میں لکھتے ہیں:

ینادی ضارعا لخضوع قلب   وذل وابتهال والتجاء

رسول اللہ یاخیر البرایا   نوالك ابتغی یوم القضاء[69]

(حاجت مندی، دل کی عاجزی، انکساری، تضرع اور التجاء کے ساتھ رسول اللہ کو ندا کرے اور عرض کرے کہ اے مخلوق سے افضل ذات! میں آپ سے قیامت کے روز عطا کا خواستگار ہوں)

دیکھو صاف بتاتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ندا اور حضور سے عرض حاجت کرے تو تضرع و خضوع قلب وتذلل والحاح وزاری سب کچھ بجالائے۔ میں کہتا ہوں واللہ ایسا ہی چاہئے مگر آپ کے ان شرک فروشوں کی دوا کون کرے، غرض اس مطلب نفیس میں کلمات علماء کا استیعاب کیجئے تو دفتر چاہئے لہٰذا

---

[65] نسیم الریاض شرح شفاء فصل واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد موتہ مطبوعۃ دار الفکر بیروت ۳/۳۹۶

[66] کتاب الشفاء فصل واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد موتہ مطبوعہ مطبعۃ شرکۃ صحافیۃ ترکی ۲/۳۴

[67] کتاب الشفاء فصل واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد موتہ مطبوعہ مطبعۃ شرکۃ صحافیۃ ترکی ۲/۳۶

[68] نسیم الریاض شرح شفاء فصل واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد موتہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳/۳۹۹

[69] شرح قصیدہ ہمزیہ شاہ ولی اللہ فصل ششم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۳

میں یہاں منسک متوسط اور اس کی شرح مسلک متقسط کی ایک نفیس عبارت کہ بہت فوائد جلیلہ پر مشتمل تلخیصًا اور ذکر کرتا ہوں مولٰنا رحمۃ اللہ سندی متن اور فاضل علی قاری شرح میں فرماتے ہیں:

فاذا فرغ من ذلك قصد التوجه الى القبر المقدس وفرغ القلب من كل شيئ من امور الدنيا، واقبل بكليته لماهو بصدده ليصلح قلبه للاستمداد منه صلى الله تعالٰى عليه وسلم، وليلا حظ مع ذلك الاستمداد من سعة عفوه صلى الله تعالٰى عليه وسلم وعطفه ورأفته (اى شدة رحمته على سائر العباد) ان يسامحه فيما عجز عن ازالته من قلبه، ثم توجه (اى بالقلب والقالب) مع رعاية غاية الادب فقام تجاه الوجه الشريف متواضعا خاضعا خاشعا مع الذلة والانكسار والخشية والوقار والهيبة و الافتقار غاض الطرف مكفوف الجوارح (من الحركات) فارغ القلب (عمن سوى مقصوده ومرامه) واضعا يمينه على شماله (تأدبا فى حال اجلاله) مستقبلا للوجه الكريم مستدبرا للقبلة ناظرا الى الارض متمثلا صورته الكريمة فى خيالك مستشعرا بانه صلى الله تعالٰى عليه وسلم عالم بحضورك وقيامك وسلامك (بل بجمع افعالك واحوالك وارتحالك ومقامك) مستحضرا عظمته وجلالته وشرفه وقدره صلى الله تعالٰى عليه وسلم ثم قال من غير رفع صوت (لقوله تعالٰى ان الذين يغضون اصواتهم عند رسول الله الاية)	یعنی جب مقدمات زیارت سے فارغ ہو قبرانور کی طرف توجہ کا قصد اور دل کو تمام خیالات دنیویہ سے فارغ کرے اور ہمہ تن اس طرف متوجہ ہوجائے تاکہ اس کا قلب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے استمداد کے لائق ہو باینہمہ جو خیال مجبورانہ دل میں باقی رہے جس کے ازالہ پر قادر نہ ہو اس کی معافی کے لئے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی کمال مغفرت ومہربانی ورافت اور تمام بندوں پر حضور کی شدت رحمت سے مدد مانگے پھر دل وبدن دونوں سے نہایت ادب کے ساتھ مواجہہ شریف میں حاضر ہو تواضع وخضوع وخشوع وتذلل وانکسار وخوف ووقار وہیبت واحتیاج کے ساتھ آنکھیں بند کئے اعضا کو حرکت سے روکے دل اس مقصود مبارک کے سواسب سے فارغ کئے ہوئے ادب وتعظیم حضور کے لئے دہنا ہاتھ بائیں پر رکھے حضور کی طرف منہ اور قبلے کو پیٹھ کرے نگاہ زمین پر جمائے رہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا تصور باندھے اور ہوشیار ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کی حاضری وقیام وسلام بلکہ تمام افعال واحوال اور منزل بمنزل کے قیام وارتحال پر مطلع ہیں اور حضور کی عظمت وجلال وشرف ومنزلت کو خوب خیال کرے پھر نہ تو آواز بلند ہو کہ اللہ تعالٰی ان کے حضور پست آواز کا حکم دیتا ہے نہ بالکل آہستہ جس میں سنانے کی سنت فوت ہو اگرچہ سرکار پر کچھ پوشیدہ نہیں اس طرح حضور قلب وشرم وحیا

ولا اخفاء (ای بالمرۃ لفوت الاسماع الذی ھوالسنۃ وان کان لایخفی شیئ علی الحضرۃ) بحضور (قلب واستحیاء) السلام علیك ایّھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ[70] ثم یقول یارسول اللہ اسألك الشفاعۃ ثلثا (لانہ اقل مراتب الالحاح لتحصیل المنال فی مقام الدعاء والسؤال)[71] صلی اللہ تعالٰی علی قاضی حاجتنا ومعطی موادا تنا سیدنا ومولانا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین۔	کے ساتھ عرض کرے السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھرکہے یارسول اللہ! میں حضور سے شفاعت مانگتاہوں یارسول ! میں حضور سے شفاعت مانگتاہوں یارسول اللہ! میں حضور سے شفاعت مانگتاہوں، تین باس اس لئے کہے کہ یہ دعا وسوال میں حصول مقصود کے واسطے ادنٰی مرتبہ الحاح کا ہے۔(م)اللہ تعالٰی ہمارے حاجت روا اور مرادوں کو پورا کرنے والے ہمارے آقا ومولٰی محمد اور آپ کی آل وصحابہ کرام سب پر، رحمت نازل فرمائے۔(ت)

اِن احادیث وروایات وکلمات طیبات سے کالشّمس فی وسط السماء روشن وآشکار ہوگیا کہ ہنگام توسّل محبوبان خدا کی طرف منہ کرنا چاہئے اگرچہ قبلہ کو پیٹھ ہو، اور دل کو ان کی طرف خوب متوجہ کرے یہاں تک کہ ہر این وآں خاطر سے محو ہوجائے اور ان کے لئے خضوع وخشوع محمود ومشروع، اور اس میں ان کا زمانہ وفات ظاہری وحضور مرقد وذکر مجرد سب برابر ہے اور ان کے سوا عبارات اخیرہ سے جو اور فوائد جمیلہ وعوائد جلیلہ حاصل ہوئے بیان سے غنی ہیں والحمدللہ رب العٰلمین پس زید منکر نے کہ توجہ قلب وخشوع وہیأت نماز وغیرہ کی قیدیں بڑھاکر گمان کیا تھا کہ اب اسے اثبات عدم جواز کی طرف راہ آسان ہوگی۔ بحمداللہ ثابت ہوا کہ اس کا محض خیال ہی خیال تھا .. اللہُ.........[72] (اور اللہ تعالٰی حق کو اپنے کلمہ سے ثابت فرماتاہے اگرچہ باطل والے ناپسند کریں۔ت) فقیر حیران ہے کہ اس نماز مبارک میں اول توصلوٰۃ مفروضہ کے بعد قبلے سے انحراف کہاں، اور ہو بھی تو اس میں کیاگناہ ہے، ہر نماز مفروضہ کے بعد امام کو قبلے سے انحراف سنت معلومہ ہے، پھر اسے ممانعت میں کیا مداخلت، ہاں جو کچھ غیظ وغضب کرنا ہو تعیین سمت پر کیجئے اور اس کا جواب مرزا مظہر جانجاناں شہید سے لے لیجئے جنہیں شاہ ولی اللہ دہلوی اپنے مکتوبات میں نفس زکیہ، قیم طریقہ احمدیہ، داعی سنتِ

[70] مسلک متقسط شرح منسک متوسط مع ارشاد الساری فصل ولوتوجہ الی الزیارۃ مطبوعہ دارالکتاب العربیہ بیروت ص ۳۳۷
[71] مسلک متقسط شرح منسک متوسط مع ارشاد الساری فصل ولوتوجہ الی الزیارۃ مطبوعہ دارالکتاب العربیہ بیروت ص۳۳۹
[72] القرآن ۱۰/۸۲

نبویہ متحلی بانواع فضائل وفواضل لکھتے ہیں اور حاشیہ مکتوبات پر شاہ صاحب مذکور سے مرزا صاحب موصوف کی نسبت منقول:

انچہ قدر ایشاں مامردم میدانیم شماچہ دانید احوال مردم ہند برما مخفی نیست کہ خود مولد ومنشاء فقیرست وبلاد عرب رانیز دیدہ ایم وسیر نمودہ، واحوال مردم ولایت از ثقات آنجا شنیدہ ایم وتحقیق کردہ عزیزے کہ برجادہ شریعت وطریقت واتباع کتاب وسنت ہمچنین استوار ومستقیم باشد وودرارشاد طالبان شان عظیم ونفسے قوی دارد وودریں جزوزماں مثل ایشاں دربلاد مذکور یافتہ نمی شود مگردر گز شتگان بلکہ درہر جزوزمان وجوداین چنیں عزیزاں کمتر بودہ است چہ جائے ایں زماں کہ پرفتنہ وفسادست انتہی[73]۔	ان کی جو قدر ہم جانتے ہیں تم کیا جانو، ہندوستان کے لوگوں کے احوال ہم سے مخفی نہیں کیونکہ ہندوستان فقیر کا جائے پیدائش وپرورش ہے اور عرب بھی ہم نے دیکھا ہے اور اس کی سیر کی ہے اور ولایت کے لوگوں کے احوال بھی سنے ہیں، تحقیق کی ہے کہ ان صاحب عزت، جوکہ شریعت وطریقت کے مرتبہ پر فائز ہیں اور کتاب وسنت پر عمل پیرا ہیں اور طالب حضرات کی رہنمائی میں عظمت اور مضبوطی رکھتے ہیں، جیسا بلاد مذکورہ میں فی زمانہ کوئی نہیں ہے گزشتہ لوگوں (اسلاف میں ہوسکتا ہے، بلکہ ہر دور میں ان جیسے بزرگ بہت کم ہوئے ہیں اس پر فتن زمانہ کی بات ہی کیا ہے اھ (ت)

یہی جناب مرزا صاحب اپنے مکتوبات میں ایک مرید رشید کو (جن کی بی بی کی نسبت فرمایا: تخمے پاک در خاک آں عفیفہ کاشتہ ایم بروقت مقدر سرسبز خواہد شد (ہم نے اس پاکیزہ کی مٹی میں ایک پاک بیج کاشت کیا ہے جو مقررہ وقت پر سرسبز ہوگا۔ت) تحریر فرماتے ہیں:

انچہ از قصد خودومردم خانہ بجانب شاہجہاں آباد نوشتہ اند بشرط امن مبارک ست وتارسیدن شما فقیر ان شاءاللہ تعالٰی بعد نماز یک دوگھڑی روز برآمدہ پیش از حلقہ یابعد آں بجانب آں مستورہ شما متوجہ خواہد شد باید کہ ہرروز منتظر ومتوقع فیض روبایں طرف کردہ بعد نماز صبح روبایں طرف کردہ بعد نماز صبح بنشیند کہ محبت ایں عفیفہ کہ فرزند ماست دردل فقیر تاثیر کردہ است[74] الخ	میں نے اور گھروالوں نے شاہجہان آباد کی طرف جو خط لکھا ہے وہ بشرط امن مبارک ہے اور تمہارے پہنچنے تک ان شاء اللہ فقیر روزانہ ایک دو گھڑی حلقہ ذکر سے قبل یا بعد باہر آکر آپ کی مستورہ بیوی کی طرف توجہ کرتا ہے، ہوسکتا ہے تو روزانہ فیض کا متوقع ہو کر اس طرف منہ کرکے صبح کی نماز کے بعد بیٹھا کرو تاکہ اس پاکیزہ کی جو میری بیٹی ہے کی محبت کی تاثیر اس فقیر کے دل پر ہو۔الخ (ت)

[73] حاشیہ مکتوبات شاہ ولی اللہ دہلوی از مجموعہ کلمات طیبات فصل چہارم ''مکاتیب شاہ ولی اللہ'' مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۵۸

[74] مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں از مجموعہ کلمات طیبات مکتوب سی وہفتم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۷

دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں:

جان من سلامت باشی دریں مدت مفارقت دورقعہ شمار سید وحرز جاں گردید باید دید کہ انتظار باماچہ میکند، ہر صبح بعد نماز متوجہ بفقیر بنشینید بے ناغہ توجہ می دہم از کسی توجہ نگیرید زیادہ عمرومزہ عمرباد[75] انتہٰی ملخصا	میری جان! سلامت رہو، اس جدائی کی مدت میں تمہارے دورقعے ملے ہیں جوحرزجاں ہیں، غور کرو کہ ہماراانتظار کیااثر کرتاہے روزانہ صبح کی نماز کے بعد مجھ فقیر کی طرف منہ کرکے بیٹھاکرواور ناغہ نہ کرو، میں خودتوجہ کیاکروں گا کسی دوسرے کی توجہ کی ضرورت نہیں ان شاء اللہ عمرزیادہ اور عمرکامزہ بھی پاؤگے اھ ملخصًا

انہیں مرزاصاحب کے ملفوظات میں ہے:

نسبت ما بجناب امیرالمؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ مے رسد وفقیر رانیازے خاص بآنجناب ثابت ست دروقت عروض عارضہ جسمانی توجہ بآنحضرت واقع می شود وسبب حصول شفامیگردد[76] الخ۔	میراخاص تعلق حضرت امیرالمؤمنین علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہ الکریم سے قائم ہے اور فقیر کوآپ سے خاص نیازحاصل ہے، فقیر جسمانی عارضہ کے وقت آپ کی طرف توجہ کرتااور شفاپاتاہے الخ(ت)

شاہ ولی اللہ صاحب نے مکتوب شرح رباعیات میں اپنی یہ رباعی لکھی:؎

آنانکہ زاوناس بہبی جستند   بالجبّہ انوار قدم پیوستند
فیض قدس از ہمت ایشاں میجو   دروازہ فیض قدس ایشاں ہستند[77]

(وہ ذات جس سے لوگ بھلائی چاہتے ہیں اور ان کے قدم کے انوار لباس بناتے ہیں ان کی توجہ سے مقدس فیض کی خواہش کر کیونکہ وہ فیض قدس کادروازہ ہیں) پھراس کی شرح میں لکھا:

یعنی توجہ بارواح طیبہ مشائخ درتہذیب روح وسر نفع بلیغ دارد[78]۔	یعنی مشائخ کی ارواح طیبہ روح اور سر کی صفائی میں انتہائی مفید ہیں(ت)

[75] مکتوبات مرزاجانجاناں از مجموعہ کلمات طیبات مکتوب چہل ودوم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۹
[76] ملفوظات مرزامظہر جانجاناں از مجموعہ کلمات طیبات ملفوظات مکتوب چہل ودوم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۷۸
[77] مکتوبات شاہ ولی اللہ از مجموعہ کلمات طیبات مکتوب بست ودوم در شرح رباعیات مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ص ۱۹۴
[78] شرح رباعیات شاہ ولی اللہ از مجموعہ کلمات طیبات مکتوب بست ودوم در شرح رباعیات مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۱۹۴

انہیں شاہ صاحب نے ہمعات میں حدیث نفس کا یوں علاج بتایا:

بارواح طیبہ مشائخ متوجہ شد، وبرائے ایشاں فاتحہ خواند یابزیارت قبر ایشاں رود وازانجا انجذاب دریوزہ کند[79]۔	مشائخ کی ارواح کی طرف متوجہ ہو اور ان کے لئے فاتحہ پڑھو اور ان کی قبروں کی زیارت کے لئے جاؤ اور وہاں سے فیض حاصل کرو۔ (ت)

نفیسہ: امام علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان میں فرماتے ہیں:

لم یزل العلماء و ذووالحاجات یزورون قبرالامام ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ویتوسلون عندہ فی قضاء حوائجھم و یرون نجح ذلک، منھم الامام الشافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ فانہ جاء عنہ انہ قال انی لاتبرك بابی حنیفۃ واجیئ الی قبرہ فاذا عرضت لی حاجۃ صلیت رکعتین وجئت الٰی قبرہ وسألت اللہ تعالٰی عندہ فتقضی سریعا[80]۔	یعنی ہمیشہ سے علما و اہل حاجت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مزار مبارک کی زیارت اور اپنی حاجت روائیوں کو بارگاہ الٰہی میں اُن سے توسّل کرتے اور اس سبب سے فورًا مرادیں پاتے ہیں اُن میں سے ہیں امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ فرماتے ہیں میں ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے تبرک کرتا اور اُن کی قبر پر جاتا ہوں اور جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے دو رکعت نماز پڑھتا اور ان کی قبر کی طرف آکر خدا سے سوال کرتا ہوں کچھ دیر نہیں لگتی کہ حاجت روا ہوتی ہے۔

فقیر کہتا ہے غفراللہ تعالٰی لہ یہاں نکات غامضہ ہیں کہ ان پر مطلع نہیں ہوتے مگر توفیق والے، جب معلوم ہولیا کہ حق جل وعلا عز مجدہ کی طرف اس کے محبوبوں سے توسل محمود مقصود وسنت ماثورہ وطریقہ مامورہ اور ہنگام توسل ان کی جانب توجہ درکار، یہاں تک کہ جب خلیفہ ابوجعفر منصور عباسی نے سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پوچھا: دعا میں قبلہ کی طرف منہ کروں یا مزار مبارک حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف؟ فرمایا:

ولم تصرف وجهك عنه وهو وسیلتك	کیوں اپنا منہ ان سے پھیرتا ہے وہ قیامت کو تیرا

[79] ہمعات ہمعہ ۸ مطبوعہ اکادیمیہ الشاہ ولی اللہ الدہلوی حیدرآباد ص ۳۴

[80] الخیرات الحسان الفصل الخامس والثلاثون فی تادب الائمۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۴۹

ووسیلة ابیك اٰدم علیه الصلوة والسلام الی الله تعالٰی یوم القٰیمة بل استقبله واستشفع به فیشفعك الله تعالٰی[81]۔ اخرجه الامام القاضی عیاض فی الشفاء وغیرہ فی غیرہ۔	اور تیرے باپ آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام کا اللہ تعالٰی کی طرف وسیلہ ہیں بلکہ انہیں کی طرف منہ کر اور شفاعت مانگ کہ اللہ تعالٰی تیری درخواست قبول فرمائے۔

اور سوال حاجت سے پہلے دو رکعت نماز کی تقدیم مناسب کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے:......الصّلٰو..[82] (صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔ت) پھر کامل اکسیر یہ ہے کہ کسی محبوب خدا کے قریب جایئے اسی طرف حق جل وعلا نے قرآن عظیم میں ہدایت فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے:

۔لَوْاَ۔اِ۔ظَّلَمُوْۤا اَ۔۔۔ وْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ۔ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ ا۔۔۔لَوَ۔ وا اللّٰهَ تَوَّابًا۔۔۔[83]	اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہو کر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول اُن کے لئے استغفار کرے تو بیشک اللہ تعالٰی کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

سبحان اللہ خدا ہر جگہ سنتا ہے اور بے سبب مغفرت فرماتا ہے مگر ارشاد یوں ہوتا ہے کہ گنہگار بندے تیری خدمت میں حاضر ہو کر ہم سے دعائے بخشش کریں اور قدیمًا وحدیثًا وصلحا اس آیہ کریمہ کو زمانہ حیات ووفات سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں عام اور حاضری مزار مبارک کو حاضری مجلس اقدس کی مثل سمجھا کئے اور اوقات زیارت میں یہی آیہ کریمہ تلاوت کرکے اللہ تعالٰی سے استغفار کرتے رہے اس مضمون کی بہت روایات وحکایات مواہب لدنیہ و منح محمدیہ و مدارج النبوۃ وجذب القلوب الٰی دیار المحبوب و خلاصۃ الوفا فی اخبار دار المصطفٰی وغیرہا تصانیف علما میں مذکور و مشہور بعض ان سے حضرت مقدام المحققین حضرت والد قدس سرہ الماجد نے سرور القلوب فی ذکر المحبوب میں ذکر کرکے اس مسئلے کا اثبات فرمایا من شاء فلیتشرف بمطالعته (جو چاہے اس کے مطالعہ سے مشرف ہو۔ت) اسی طرح بہت علما مصنفان مناسک باب

[81]کتاب الشفاء فصل واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مطبوعہ شرکۃ صحافیۃ فی بلاد عثمانیۃ ۳۵/۲، نسیم الریاض شرح شفاء فصل واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳۹۸/۳

[82]القرآن ۱۵۳/۲

[83]القرآن ۶۴/۴

زیارت شریفہ مدنیہ طیبہ میں وقت حاضری اس آیت کو پڑھ کر استغفار کا حکم دیتے ہیں تو ثابت ہوا کہ محبوبان خدا کی طرف جانا اور بعد وصال اُن کی قبور کی طرف چلنا دونوں یکساں جیسا کہ سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ سیدنا امام ابوحنیفہ کے مزار فائض الانوار کے ساتھ کیا کرتے۔ اب یہ کہ گدائے سرکار قادریہ اس آستان فیض نشان سے دور و مہجور ہے گو بعد نماز مزار اقدس تک جانے کی حقیقت اسے میسر نہیں تاہم دل سے توجہ کرنا اور چند قدم اس سمت چل کر اُن چلنے والوں کی شکل بناتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حدیث حسن میں فرمایا:

من تشبه بقوم فهو منهم[84]۔ اخرجه الطبرانی فی الاوسط عن حذیفة رضی الله تعالٰی عنه باسناد حسن وان کان طریق ابی داود عن ابن عمر رضی الله تعالٰی عنهما لیس بذلك	جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں سے ہے اس کی تخریج طبرانی نے اوسط میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کی ہے یہ سند جید ہے اگرچہ ابوداؤد کے طریق پر ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی قوی نہیں ہے (ت)

ثانیاً توسل میں توجہ باطن ضرور اور ظاہر، عنوان باطن، لہٰذا یہ چلنا مقرر ہوا کہ حالت قالب، حالت قلب پر شاہد ہو جس طرح سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے استسقا میں قلبِ ردا فرمایا کہ قلب لباس، قلب احوال و کشف باس کی خبر دے، شاہ ولی اللہ نے قول الجمیل میں قضائے حاجت کے لئے "**صلٰوۃ کن فیکون**" کی ترکیب لکھی جس کے آخر میں ہے کہ پھر پگڑی اتارے، آستین گلے میں ڈالے، پچاس ۵۰ بار دعا کرے، ضرور مستجاب ہو[85]۔ اس پر ان کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں: "بعض ناواقفوں نے اعتراض کیا ہے، آستین گردن میں ڈالنا کیونکر جائز ہوگا، حالانکہ ادعیہ ماثورہ میں یہ ثابت نہیں، ہم جواب دیتے ہیں کہ قلب ردا یعنی چادر کا اُلٹنا پلٹنا نماز استسقاء میں رسول علیہ السلام سے ثابت ہے تا حال عالم کا بدل جائے تو اس طرح آستین گردن میں ڈالنا، امر مخفی کے اظہار کے واسطے یعنی تضرع کے، واسطے حصول شعار گردش حال کے یا مقصود کے کیونکر ناجائز ہوگا[86]"۔ **انتھی ترجما بترجمة المولوی خرم علی البلھوری فی شفاء العلیل ترجمة القول الجمیل**۔ میں کہتا ہوں جب آستین گلے میں باندھنا باآنکہ طرق ماثورہ میں وارد نہیں، اس وجہ سے کہ اس میں تضرع مخفی کا اظہار شدید ہے، اگرچہ نفس

---

[84] مسند احمد بن حنبل مروی از عبداللہ ابن عمر مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲/۵۰ و ۹۲، مجمع الزوائد بحوالہ معجم اوسط کتاب الزہد مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ۱۰/۲۷۱

[85] القول الجمیل مترجم اردو پانچویں فصل صلٰوۃ کن فیکون مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۷۳

[86] شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل پانچویں فصل صلٰوۃ کن فیکون مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۷۴

اظہار گڑگڑانے کی صورت سے حاصل تھا، جائز ٹھہرا تو یہ چند قدم جانب عراق محترم چلنا اس وجہ سے کہ اس میں توجہ مخفی کا اظہار قوی ہے کیونکر ناجائز ہوگا۔

ثالثًا ظاہر مصلح خاطر ولہٰذا جس امر میں جمع عزیمت وصدق ارادت کا اہتمام چاہتے ہیں وہاں اس کے مناسب احوال وجوارح رکھے جاتے ہیں کہ ان کی مدد سے خاطر جمع اور انتشار دفع ہوا، اسی لئے نماز میں تلفظ بہ نیت قصد جمع عزیمت علماء نے مستحسن رکھا کمافی المبسوط والهداية والكافی والحلية وغيرها (جیساکہ مبسوط، ہدایہ، کافی اور حلیہ وغیرہ میں ہے۔ت) شاہ ولی اللہ حجۃ البالغہ میں لکھتے ہیں:

من جبلة الانسان انه اذا استقر فی قلبه شیئ جری حسب ذلك الارکان واللسان و هوقوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم "ان فی جسد ابن اٰدم مضغة" الحدیث ففعل اللسان ولارکان اقرب مظنة وخلیفة لفعل القلب۔[87]	انسانی فطرت ہے کہ جب کوئی چیز اس کے دل میں جم جاتی ہے تو اعضاء اور زبان اسی کے مطابق حرکت کرتے ہیں اور حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کے اس ارشاد مبارک کا کہ انسان کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے الحدیث، پس زبان اور اعضاء کی حرکت دل کے فعل کے تابع ہوتی ہے۔(ت)

اور یہی سر ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین اور تشہد میں انگشتِ شہادت سے اشارہ مقرر ہوا، شاہ ولی اللہ اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

الهیأة المندوبة ترجع الی معان، منها تحقیق الخضوع کصف القدمین، ومنها محاکاة ذکر الله تعالٰی باصابعه ویده حذوما یعقله بجنانه کرفع الیدین و الاشارة بالمسبحة لیکون بعض الامر معاضدًا لبعض ه[88] ملخصًا	مستحب حالت کئی معانی کی طرف راجع ہے، ایک خشوع کا پایا جانا، جیسے قدموں کا برابر ہونا، اور ایک اللہ کے ذکر کی حکایت ہاتھ اور انگلیوں سے کرنا تاکہ دل میں جو کچھ ہے اس کی مطابقت ہوسکے، جیسے ہاتھ اٹھانا اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا جس سے بعض افعال کی بعض تقویت ہوتی ہے اھ ملخصا(ت)

اور اسی قبیل سے ہے دعا میں ہاتھ اٹھانا چہرے پر پھیرنا، شاہ ولی اللہ تصریح کرتے ہیں کہ یہ افعال رغبت باطنی کی تصویر بنانے کو ہیں کہ قلب اس پر خوب متنبہ ہوجائے اور حالت قلب ہیأت سے تائید پائے۔

---

[87] حجۃ اللہ البالغہ الامور التی لابد منہافی الصلٰوۃ مطبوعہ المکتبۃ السّلفیہ لاہور ۲/۵

[88] حجۃ اللہ البالغہ اذکار الصلٰوۃ وہیأتہا المندوب الیہا مطبوعہ المکتبۃ السّلفیہ لاہور ۲/۷

کتاب مذکور میں ہے:

اما رفع الیدین ومسح الوجه بهما فتصویر للرغبة مظاهرة بین الهیأة النفسانیة ومایناسبها من الهیأة البدنیة وتنبیه للنفس علی تلك الحالة[89]۔	اور ہاتھ اٹھانا اور دعا کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر ملنا یہ اپنی دعا میں رغبت کا اظہار ہے اور ہیئت نفسانیہ کی تصویر اور ہیئت بدنیہ کی مناسبت ہے اور نفس کو اپنی حالت پر تنبیہ ہے۔(ت)

بعینہٖ یہی حالت اس چلنے کی ہے کہ رغبت طاطنی کی پوری تصویر بتاتا اور قلب کو انجذاب تام پر متنبہ کرتا ہے جیسا کہ اس عمل شریف کے بجالانے والوں پر روشن، گو منکر محروم بیخبر باش ع

ذوق ایں مے نہ شناسی بخدا تا نچشی

(اس شراب کامزہ تو اسے چکھے بغیر نہ پاسکے گا)

رابعًا سنت نبویہ علٰی صاحبہا الصلٰوۃ والتحیۃ ہے کہ جہاں انسان سے کوئی تقصیر واقع ہو عمل صالح وہاں سے ہٹ کر کرے اسی لئے جب ایک بار سفر میں آخر شب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے نزول فرمایا اور آنکھ نہ کھلی یہاں تک کہ آفتاب چمکا، حضور نے وہاں نماز نہ پڑھی اور فرمایا اس جگہ شیطان حاضر ہوا تھا اپنے مرکبوں کو یونہی لئے چلے آؤ، پھر وہاں سے تجاوز فرما کر نماز قضا کی، مسلم فی صحیحه عن ابی هریرة رضی الله تعالٰی عنه قال عرسنا مع نبی الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فلم نستیقظ حتی طلعت الشمس فقال صلی الله تعالٰی علیه وسلم لیأخذ کل رجل براس راحلته فان هذا منزل حضرنا فیه الشیطان قال ففعلنا ثم دعا بالماء فتوضأ الحدیث[90] (حدیث کا ترجمہ متن حدیث سے پہلے موجود ہے) یہاں بھی جب یہ محتاج دورکعت نماز پڑھ چکا اور اب وقت وہ آیا کہ جہت توسل کی طرف منہ کرکے اللہ جل جلالہ، سے دعا چاہتا ہے، نفس نماز میں جو قلّت حضور وغیرہ قصور سرزد ہوئے یاد آئے اور سمجھا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں شیطان کے دخل نے مجھ سے مناجات الٰہی میں تقصیر کرادی، ناچار ہٹتا ہے اور پُر ظاہر کہ جہت توجہ اس کے لئے اولٰی والیسر، یمینًا وشمالًا انصراف میں ترک توجہ، اور رجعت قہقری بعد کی صورت اور اقبال نشان اقبال فکان هو المختار۔

خامسًا خادم شرع جانتا ہے کہ صاحب شرع صلوات اللہ وسلامہ علیہ کو باب دعا میں، تفاؤل

---

[89] حجۃ اللہ البالغہ الاذکار ومایتعلق بہا مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ لاہور ۲/ ۷۵

[90] صحیح مسلم باب قضاء الصلٰوۃ الفائتۃ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/ ۲۳۸

پر بہت نظر ہے اسی لئے استسقاء میں قلبِ ردا فرمایا کہ تبدل حال کی فال ہو

الدارقطنی بسند صحیح علی اصولنا عن الامام ابن الامام ابن الامام جعفر بن محمد بن علی رضی اللہ تعالٰی عنھم عن ابیہ انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم استسقی وحوّل رداء ہ لیتحول القحط[91]۔	ہمارے اصول کے مطابق دارقطنی نے صحیح سند کے ساتھ امام ابن امام ابن امام جعفر بن محمد بن علی رضی اللہ تعالٰی عنہم وہ اپنے والد سے راوی ہیں کہ آنخضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے (بارش کے لئے دعا میں) چادر مبارک الٹی تاکہ قحط ختم ہو جائے۔(ت)

امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں:

قالوا والتحویل شرع تفاؤلا بتغییر الحال من القحط الی نزول الغیث والخصب ومن ضیق الحال الی سعتہ[92]۔	ائمہ کرام نے فرمایا کہ چادر الٹانا اس لئے مشہور ہے کہ قحط سے بارش کی طرف اور تنگی سے خوشحالی کی طرف حالت کو تبدیل کرنے کے لئے نیک فال بن سکے۔(ت)

اسی لئے بدخوابی کے بعد جو اس کے دفع شر کی دعا تعلیم فرمائی، ساتھ ہی یہ بھی ارشاد ہوا کہ کروٹ بدل لے تاکہ اس حال کے بدل جانے پر فال حسن ہو

مسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنھما مرفوعا اذا رأی احدکم الرؤیا یکرھھا فلیبصق عن یسارہ ثلثا ولیستعذ باللہ من الشیطان ثلثا ولیتحول عن جنبہ الذی کان علیہ[93]۔	مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو تین مرتبہ بائیں جانب تھوکے اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم تین مرتبہ پڑھے اور اپنی کروٹ دوسری جانب بدلے۔(ت)

علامہ مناوی تیسیر میں لکھتے ہیں: تفاؤلا بتحول تلك الحال[94] (تاکہ اس سے نجات کے لئے

[91] سنن الدارقطنی کتاب الاستسقاء حدیث ۲ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان ۶۶/۲

[92] شرح مسلم للنووی مع مسلم کتاب صلوٰۃ الاستسقاء مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۲۹۲/۱

[93] صحیح مسلم کتاب الرؤیا مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۲۴۱/۲، سنن ابوداؤد باب فی الرؤیا مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۶۸۵/۲

[94] التیسیر شرح الجامع الصغیر حدیث اذارای احدکم کے تحت مکتبہ امام الشافعی الریاض ۹۷/۱

نیک فال بن سکے۔ت) اسی لئے ہنگام استسقاء پشتِ دست جانبِ آسمان رکھے کہ ابر چھانے اور باران آنے کی فال ہو۔

مسلم عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم استسقی فاشار بظھر کفیہ الی السماء[95]۔	مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی علیہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام جب بارش کے لئے دعافرماتے تو ہتھیلی مبارک کی پشت سے آسمان کی طرف اشارہ فرماتے۔(ت)

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے:

طیبی گفتہ ایں نیزبرائے تفاول ست بقلب وتبدل حال مثل صنیع وے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم درتحویل رداشار تست بمطلوب کہ بطون سحائب بجانب زمین گرد و بریزد انچہ دروست از امطار واللہ تعالٰی اعلم[96]۔	طیبی نے فرمایا یہ عمل بھی حالت کو تبدیل کرنے کی نیک فال کے طورپر ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم چادر تبدیل کرتے تھے جس میں بادلوں کے پیٹ زمین کی طرف ہوجانے اور بادلوں سے بارش ہونے کے مطلوب کی طرف اشارہ تھا واللہ تعالٰی اعلم۔(ت)

اسی لئے علمانے مستحب رکھا، جب دفع بلاکے لئے دعاہو، پشت دست سوئے سماہو، گویا ہاتھوں سے آتش فتنہ کو بجھاتا اور جوش بلا کو دباتا ہے۔اشعہ میں ہے:

گفتہ اند چوں دعابرائے طلب وسوال چیزے از نعمابود مستحب است کہ گردانیدہ شود بطن کفہا بجانب آسمان وہرگاہ کہ برائے دفع و منع فتنہ وبلاباشد پشت ہائے دست بجانب آسمان کنداز برائے اطفائے نائرہ فتنہ وبلاوپست کردن قوت حادثہ وغلبہ آں[97]۔	علمانے فرمایا ہے کہ جب کسی نعمت کے حصول کے لئے دعاکی جائے تومستحب یہ ہے کہ دعامیں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کوآسمان کی طرف کیاجائے اور اگرکسی دفع شرکے لئے دعاکی جائے توپھرہاتھوں کی پشت کوآسمان کی طرف کیاجائے تاکہ فتنہ اور مصیبت کی شدت کم ہو اور حادثہ کی قوت وغلبہ پست ہوجائے۔(ت)

---

[95] صحیح مسلم کتاب صلٰوۃ الاستسقا مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/۲۹۳

[96] اشعۃ اللمعات کتاب صلٰوۃ الاستسقا مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۶۲۳

[97] اشعۃ اللمعات کتاب صلٰوۃ الاستسقا مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۶۲۳

اسی لئے دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنا مسنون ہوا کہ حصول مراد قبول دعا کی فال ہو گویا دونوں ہاتھ خیر وبرکت سے بھر گئے اس نے وہ برکت اعلٰی واشرف اعضا پر اُلٹ لی کہ اس کے توسط سے سب بدن کو پہنچ جائے گی۔ ترمذی وحاکم کی حدیث میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا رفع یدیہ فی الدعاء لم یحطھما حتی یمسح بھما وجھہ[98]۔	حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب دعا میں ہاتھ اٹھاتے توچہرہ مبارک پر پھیرتے بغیر ہاتھوں کو نیچے نہ کرتے۔ (ت)

علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں:

تفاؤلا باصابۃ المراد وحصول الامداد[99]۔	مراد کو پانے اور امداد حاصل کرنے کے لئے نیک فال کے طور پر۔ (ت)

اور حدیث حسن:

ابی داؤد عن السائب بن یزید عن ابیہ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان اذا دعا فرفع یدیہ مسح وجھہ بیدیہ۔	ابوداؤد نے حضرت سائب بن یزید سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب دعا فرماتے تو ہاتھ اُٹھا کر چہرہ مبارک پر ملتے۔ (ت)

کے نیچے لکھا:

تفاؤلا وتیامنا بان کفیہ ملئتا خیرا فافاض منہ علی وجھہ[100]۔	یہ نیک فال ہوسکے وہ ہاتھ خیر سے بھر گئے ہیں اور اس خیر کو چہرہ پر فائض فرمایا۔ (ت)

اور حدیث ابی داؤد:

بیہقی عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سلوا اللہ ببطون اکفکم	بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ

[98] جامع الترمذی "الدعوات" باب ماجاء فی رفع الایدی عند الدعاء مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۷۴/۲، المستدرک علی الصحیحین کتاب الدعاء مسح الوجہ بالیدین مطبوعہ دارالفکر بیروت ۵۳۶/۱

[99] التیسیر شرح الجامع الصغیر حدیث کان اذا رفع یدیہ فی الدعا کے تحت مکتبہ امام الشافعی الریاض ۲۵۰/۲

[100] التیسیر شرح الجامع الصغیر حدیث کان اذا دعا فرفع کے تحت مکتبہ امام الشافعی الریاض ۲۴۹/۲

ولاتسئلوہ بظھورھا فاذا فرغتم فامسحوا بھا وجوھکم ۔	نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی سے اپنے ہاتھوں کے باطن میں سوال کرو اور ہاتھوں کی پشت میں سوال نہ کرو، اور جب دعا سے فارغ ہو جاؤتو ہاتھوں کو چہرے پر پھیرو۔(ت)

کے تحت میں لکھا:

تفاؤلا باصابۃ المطلوب وتبرکا بایصالہ الی وجھہ الذی ھواشرف الاعضاء و منہ یسری الی بقیۃ البدن[101]۔	تاکہ نیک فال ہوسکے کہ مطلوب پالیا اور اس کو برکت کے لئے چہرے تک پہنچایا جو کہ اعضامیں افضل ہے اور اس سے تمام بدن میں سرایت کرے۔(ت)

فاضل علی قاری نے حرز ثمین میں فرمایا:

لعل وجھہ انہ ایماء الی قبول الدعاء و تفاؤل بدفع البلاء وحصول العطاء فان اللہ سبحنہ یستحیی ان یرد ید عبد صفرا ای خالیا من الخیر فی الخلاء والملاء[102]۔	ہوسکتاہے کہ یہ اس بات کااشارہ ہو کہ دعا قبول ہوچکی ہے اور دفع بلا اور حصول عطا کے لئے نیک فال بن سکے کیونکہ اللہ تعالٰی اپنے بندے کے ہاتھوں کوخلاء اور ملاء میں خیر سے خالی لوٹانے پر حیافرماتاہے۔(ت)

اسی طرح صاحب شرع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نائب جلیل رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مقاصد شرع پر لحاظ فرماکر خاص ان کے موافق یہ چلنا مقرر فرمایا کہ نفی اعراض وعطائے قربت وحصول اغراض واقبال اجابت کے لئے فال حسن ہو واللہ تعالٰی الموفق۔

سادسًا صحیح مسلم شریف ف میں بروایت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما ثابت کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عین نماز میں چند قدم آگے بڑھے جب جنت خدمت اقدس میں اتنی قریب حاضر کی گئی کہ دیوار قبلہ میں نظر آئی یہاں تک کہ حضور بڑھے تو اس کے خوشہ ہائے انگور دست اقدس کے قابو میں تھے

---

[101] التیسیر شرح الجامع الصغیر حدیث سلواللہ کے تحت مکتبہ امام الشافعی الریاض ۲/۶۰

[102] حرز ثمین حواشی حصن حصین مع حصن حصین آداب الدعاء افضل المطابع انڈیا ص۱۱

ف: آئندہ سطور میں ہلالین کے اندر اعلٰی حضرت کی اپنی عبارت ہے اور ہلالین سے باہر حدیث کی عبارت ہے۔ نذیر احمد

اور یہ نماز صلٰوۃ الکسوف تھی۔

وذلك قوله (بعد ما وصف صلوة النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فی الکسوف) ثم تأخر (یعنی النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم) وتأخرت الصفوف خلفه حتی انتهینا (قال مسلم وقال ابوبکر یعنی ابن ابی شیبه شیخه حتی انتهی) الی النساء ثم تقدم وتقدم الناس معه حتی قام فی مقامه فانصرف حین انصرف وقد اضت الشمس فقال (وقص الحدیث حتی قال) ما من شیئ توعدونه الاوقد رأیته فی صلٰوتی هذه لقدجیئ بالنار وذلکم حین رأیتمونی تأخرت (وساق الخبر الی ان قال) ثم جیئ بالجنة وذلکم حین رأیتمونی تقدمت حتی قمت فی مقامی ولقد مددت یدی وانا ارید ان اتناول من ثمرها[103] (الحدیث مختصر)	ان کا قول یہ کہ سوج گرہن کی نماز کو بیان کرتے ہوئے کہ حضور علیہ الصلٰوۃ والاسلام نماز میں پیچھے ہٹ گئے اور آپ کے پیچھے صفیں بھی ہٹ گئیں حتی کہ ہم ہٹ گئے" مسلم نے فرمایا کہ ان کے استاد ابوبکر ابن ابی شیبہ نے فرمایا یعنی ہم عورتوں کی صف تک پیچھے ہٹ گئے، پھر حضور علیہ السلام آگے بڑھے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ آگے بڑھ گئے حتی کہ حضور علیہ السلام اپنے پہلے مقام پر کھڑے ہوئے تو سورج روشن ہوگیا، پس انہوں نے کہا کہ راوی نے پوری حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے فرمایا تمہیں جن امور کا وعدہ دیا گیا میں نے نماز میں ان سب چیزوں کو دیکھا ہے اور تحقیق میرے سامنے آگ (جہنم) پیش کیا گیا یہ اس وقت ہوا جب تم نے مجھے پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا، اور واقعہ بیان کرتے ہوئے راوی نے کہا، پھر آپ نے فرمایا میرے سامنے جنت کو پیش کیا گیا اور یہ اس وقت ہوا جب تم نے مجھے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا حتی کہ میں اپنی جگہ کھڑا ہوا اور میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اس خیال سے کہ میں جنت کا پھل حاصل کروں (الحدیث مختصرًا)۔ (ت)

اسی طرح جب ارباب باطن واصحاب مشاہدہ یہ نماز پڑھ کر بروجہ توسل عراق شریف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں انوار وبرکات وفیوض وخیرات اس جانب مبارک سے باہزاراں جوش وہجوم پیہم آتے نظر آتے ہیں، یہ بیتابانہ ان خوشہائے انگور جنّات نور وباغات سرور کی طرف قدم شوق پر بڑھتے اور ان عزیز مہمانوں کے لئے رسم باجمال تلقی واستقبال بجالاتے ہیں، سبحان اللہ کیا جائے انکار ہے اس نیک بندے پر جو اپنے رب کی برکات وخیرات کی طرف مسارعت کرے۔

[103] صحیح مسلم کتاب الکسوف مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/ ۲۹۷

ان جئتکم قاصدا اسعی علی بصری

لم اقض حقاً وای الحق ادیت

(اگر میں تمہارے قصد سے آؤں تو آنکھوں کے بَل دوڑتا ہوا آؤں، تو حق ادا نہ کرسکوں اور کونسا حق ہے جو میں نے ادا کر دیا ہے)

رہے ہم عامی جن کا حصہ یہی شقشقہ لسان واضطراب ارکان ہے وبس نسأل اللہ العفو والعافیۃ (ہم اللہ تعالٰی سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ت) ہم اس امر جمیل میں اُن اہل بصائر کے طفیلی ہیں: ع

وللارض من کأس الکرام نصیب

(کریم حضرات کے پیالوں سے زمین کا بھی حصہ ہے)

جیسے نماز کے اس کے اکثر افعال واحکام ان سرار وحکم پر مبنی جو حقیقۃً صرف احوال سنیہ اہل قلوب پر متبنی پھر عوام بھی صورت احکام میں ان کے مشارک مثلاً نماز[1] نہاری میں اخفاء واجب ہو اور لیلٰی[2] میں جہر کہ لیل آیت لطف ہے اور اس کی تجلی لطیف اور نہار آیت قہری ہے اور اس کی تجلی شدید پھر تجلی جہری سری سے بہت قوی وگرم تر، لہٰذا تعدیل کے لئے تجلی قہری کے ساتھ ٹھنڈی تجلی رکھی گئی اور لطفی کے ساتھ گرم، [3] جمعہ و [4] عیدین میں باوجود نہاری حکم جہر ہوا کہ بوجہ کثرت حاضرین اُنس حاصل اور دہشت زائل اور قلب بوجہ شہود تجلی سے قدرے ذاہل بھی ہوگا، معہذا ایک ہفتہ کی تقصیرات جمع ہو کر حجاب میں گونہ قوت پیدا کرتی ہیں تو گاہے ماہے یہ معالجہ مناسب ہوا جو اپنی حرارت سے اسے گلادے جیسے اطبّا، خطوط دقیقہ دیکھنے سے منع کرتے اور نادرًا بغرض تمرین اسے علاج سمجھتے ہیں اور [5] کسوف میں گو جماعت کثیر اور وقفہ طویل ہے پھر بھی اخفاء ہی رہا کہ وہ وقت تخویف وتجلی جلال اور وقفہ طویل ہے جہر نہ ہوسکے گا، اسی لئے ہمارے نزدیک [6] نماز جنازہ میں اصلاً قراءت نہیں کہ یہ ہیبت [7] عظیم وتجلی جلال، تجلی شدید قرآنی سے جمع نہ ہو اور جو قراءت کہتے ہیں وہ بھی جہر نہیں رکھتے کہ شدت برشدت بڑھ جائے گی۔ شب کو آٹھ رکعت تک ایک نیت سے جائز اور دن کو چار سے زیادہ منع کہ سنت الٰہیہ ہے تجلی شیئًا فشیئًا وارد کرتے اور ہر ثانی میں اول سے قوی بھیجتے ہیں تو تجلی گرم، نہاری کے ساتھ چار سے آگے تاب نہ آئے گی [8] اسی لئے ہر دو رکعت پر جلسہ طویلہ کا حکم ہوا کہ خوب آرام پالے، اور [9] نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی یاد واجب ہوئی کہ لطف جمال سے حظ اٹھالے اور [10] پچھلی رکعتوں میں قراءت معاف کہ تجلیات بڑھتی جائیں گی شاید دشواری ہو اور [11] منفرد پر جہر واجب نہیں کہ بوجہ تنہائی دہشت وہیبت زیادہ ہوتی ہے عجب نہیں کہ تاب نہ لائے تو اسے اس کے حال ووقت پر چھوڑنا مناسب [12] رکوع و [13] سجود میں قراءت قرآن ممنوع ہوئی کہ ان کی تجلی، تجلی قیام سے سخت اشد، دوسری تجلی شدید قراءت مل کر

افراط ہوگی، نیز [۱۴] قعود میں قراءت ممنوع ہوئی کہ وہ آرام دینے کے لئے رکھا گیا تجلی قرآنی کی شدت مل کر اسے مقصود سے خالی کردے گی [۱۵] اسی لئے رکوع کے بعد قومہ کا حکم ہوا کہ اس تجلی قوی سے آرام لے کر تجلی اقوی کی طرف جائے ورنہ تاب نہ لائے گا [۱۶] اسی بنا پر بین السجدتین، اطمینان سے بیٹھنا واجب کیا گیا کہ تجلی سجدہ ثانیہ اور اشد واعظم ہوگی اشد براشد کی توالی سے بنیان بشری نہ منہدم ہو جائے۔ امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان میں نقل فرماتے ہیں:

انه وقع لبعض تلامذة سیدی عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالٰی عنه انه سجد فصار یضمحل حتی صار قطرة ماء علی وجه الارض فاخذها سیدی عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنه بقطنة ودفنها فی الارض وقال سبحن اللہ رجع الی اصله بالتجلی علیه[104]۔	یعنی حضور پُر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بعض مریدوں نے سجدہ کیا جسم گھلنا شروع ہوا، یہاں تک کہ گوشت پوست ہڈی پسلی کسی شے کا نشان نہ رہا صرف ایک بوند پانی کی زمین پر پڑی رہ گئی حضور پرنور نے روئی کے پھوئے سے اٹھا کر زمین میں دفن کردی اور فرمایا سبحٰن اللہ تجلی کے سبب اپنی اصل کی طرف پلٹ گیا۔

ع

قسمت نگر کہ کشتہ شمشیر عشق یافت
مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند

(قسمت دیکھ کہ عشق کی تلوار کے مقتول نے ایسی موت کو پایا جس کے لئے زندہ لوگ دعا کی آرزو کرتے ہیں)

سابعًا دیدہ انصاف بے غبار وصاف ہو تو احادیث صحیحہ سے اس کا بھی پتا چلتا ہے کہ جہاں جانا چاہے اس طرف چند قدم قریب ہونا اور جہاں سے جدائی مقصود ہو اس سے کچھ گام دور ہونا بھی نافع وبکار آمد ہوتا ہے جب کمال قرب وبعد میسر نہ ہو۔ طبرانی نے معجم کبیر اور حاکم نے بسند صحیح مستدرک میں بر شرط شیخین ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

کل شیئ یتکلم به ابن اٰدم فانه مکتوب علیه فاذاخطأ الخطیئة ثم احب ان یتوب الی اللہ عزوجل فلیأت بقعة	آدمی کا ہر بول اس پر لکھا جاتا ہے تو جو گناہ کرے پھر اللہ تعالٰی کی طرف توبہ کرنا چاہے اسے چاہئے بلند جگہ پر جائے اور اللہ تعالٰی کی طرف ہاتھ پھیلا کر

[104] المیزان الکبرٰی باب صفۃ الصلٰوۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۱۵۷

مرتفعة فلیمدد یدیه الی الله ثم یقول اللھم انی اتوب الیك منھا لاارجع الیھا ابدا فانه یغفرله مالم یرجع فی عمله ذلک[105]۔	کہے الٰہی! میں اس گناہ سے تیری طرف رجوع لاتا ہوں، اب کبھی اُدھر عود نہ کروں گا، اللہ تعالٰی اس کے لئے مغفرت فرمادے گا جب تک اس گناہ کو پھر نہ کرے۔

توبہ کے لئے بلندی پر جانے کی یہی حکمت ہے کہ حتی الوسع موضع مصیبت سے بعد اور محل طاعت و منزل رحمت یعنی آسمان سے قرب حاصل ہو، جب سیدنا موسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کا زمانہ انتقال قریب آیا بَن میں تشریف رکھتے تھے اور ارض مقدسہ پر جبّارین کا قبضہ تھا وہاں تشریف لے جانا میسر نہ ہوا دعا فرمائی کہ اس پاک زمین سے مجھے ایک سنگ پرتاب قریب کردے۔ بخاری، مسلم، نسائی ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

ارسل ملك الموت الی موسی علیھما الصلٰوۃ والسلام (فذکر الحدیث الی ان قال) نسأل الله ان یدنیه من الارض المقدسة رمیة بحجر[106]۔	موسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کی طرف اللہ تعالٰی نے ملک الموت کو بھیجا، پس حدیث کو بیان کرتے یہاں تک بیان کیا کہ مجھے بیت المقدس کے اتنا قریب کردے جتنا کہ پتھر پھینکنے کا فاصلہ ہوتا ہے۔ (ت)

شیخ محقق رحمہ اللہ تعالٰی شرح مشکوٰۃ میں دعائے موسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کا یوں ترجمہ کرتے ہیں:

نزدیک گردان مرا از ان اگرچہ بمقدار یک سنگ اندازہ باشد[107]۔	مجھے اس قدر نزدیک کردے اگرچہ ایک پتھر کا اندازہ ہو۔ (ت)

ظاہر ہے کہ ہنگام حاجت سردست، عراق شریف کی حاضری متعذر، لہذا چند قدم اس ارض مقدسہ کی طرف چلنا ہی مقرر ہوا کہ **مالایدرك كله لایترك كله وللّٰه الحمد دقه وجلّه** (جو مکمل حاصل نہ ہوسکے تو وہ مکمل چھوڑا بھی نہ جائے، اللہ تعالٰی ہی کے لئے ہر چھوٹی اور بڑی حمد ہے۔ ت) رہی عدد یازدہ کی تخصیص، اس کی وجہ ظاہر کہ **ان الله تعالٰی وتر یحب الوتر**[108] (اللہ تعالٰی طاق ہے طاق کو

---

[105] المستدرک علی الصحیحین کتاب الدعاء دعا قضاء الدین مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱/۵۱۶

[106] صحیح بخاری باب وفات موسٰی علیہ السلام الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۸۴، صحیح مسلم باب من فضائل موسٰی علیہ السلام مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۲/۲۶۷

[107] اشعۃ اللمعات کتاب الفتن باب بدء الخلق الخ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/۴۵۳

[108] جامع الترمذی ابواب الوتر مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/۶۰، مسند احمد بن حنبل مروی از ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۲/۱۰۹، ۱۵۵، ۲۵۸، ۲۶۶، ۲۷۷

دوست رکھتا ہے) قالہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رواہ الامام احمد عن ابن عمر بسند صحیح والترمذی عن علی بسند حسن وابن ماجۃ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین (یہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے، اس کو امام احمد نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور ترمذی نے سند حسن کے ساتھ علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت) اور افضل الاوتار و اول الاوتار، ایک ہے مگر یہاں تکثیر مطلوب اور اس کے ساتھ تیسیر بھی ملحوظ، لہٰذا یہ عدد مختار ہوا کہ یہ افضل الاوتار کا پہلا ارتفاع ہے جو خود بھی وتر اور مشابہت زوج سے بھی بعید کہ سوا ایک کے اس کے لئے کوئی کسر صحیح نہیں اور اس سے ایک گھٹا دینے کے بعد بھی جو زوج حاصل ہوتا ہے زوج محض ہے نہ زوج الازواج کہ اس کے دونوں حصص متساویہ، خود افراد ہیں بلکہ خلو مرتبہ پر وہ بعینہٖ ایک ہے۔ شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں:

الشرع لم یخص عددًا الا لحکم ترجع الی اصول، الاول ان الوتر عدد مبارك لایجاوز عنه ماكان فيه كفاية، ثم الوتر على مراتب، وتر يشبه الزوج كالتسعة والخمسة فانهما بعد اسقاط الواحد ينقمان الی زوجين والتسعة وان لم تنقسم الى عددين متساوين فانها تنقسم الى ثلثه متساوية، وامام الاوتار الواحد وحيث اقتضت الحكمة ان يؤمر باكثر منها اختار عددًا يحصل بالترفع كالواحد يترفع الى احد عشر[109] اھ ملتقطا۔	شرع شریف میں عدد کی تخصیص صرف ایسے حکم کے لئے کی جاتی جو کئی معانی کی طرف راجع ہوتا ہے اول، یہ وتر ایسا مبارک عدد ہے کہ اس سے تجاوز اس وقت تک جائز نہیں جبکہ اس وتر میں کفایت موجود ہے پھر وتر کے کئی اقسام ہیں، ایک وتر زوج کے مشابہ ہوتا ہے جیسا کہ نو اور پانچ کا عدد کہ یہ دونوں ایسے ہیں کہ ان دونوں میں سے ایک ایک کو ساقط کردیا جائے تو یہ دونوں برابر تقسیم ہو کر دو زوج بن جاتے ہیں، اور نو کا عدد خود اگرچہ دو جفت (زوج) پر تقسیم نہیں ہوتا مگر تین مساوی عددوں پر منقسم ہوتا ہے، تمام وتروں کا امام (اصل) ایک کا عدد ہے اور حکمت کا تقاضا ہو تو زیادہ عدد کا تب حکم ہوتا کہ وہ عدد بڑھ کر واحد کی طرح ہو جائے مثلاً گیارہ ہو جائے اھ ملتقطا (ت)

[109] حجۃ البالغہ باب اسرار الاعداد والمقادیر مطبوعہ المکتبۃ السّلفیہ لاہور ۱/۱۰۰

اس کے بعد فقیر گدائے سرکار قادریہ غفراللہ لہ کل ذنب وخطیّہ، نے سرکار غوثیت مدار سے اس عدد مبارک کے اختصاص پر بعض دیگر نکات جمیلہ عظیمہ جلیلہ پائے ہیں کہ بتوفیق اللہ تعالٰی رسالہ مبارک ازھار الانوار من صبا صلوۃ الاسرار میں ذکر کئے یہاں اُن کا بیان زخمہ بر عود پیس گاواں

فمن شاء فلیرجع الی ذاك التحریر الانیق واللہ سبحنہ ولی التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق وصلی اللہ تعالٰی علی سیّدنا ومولانا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین۔	اگر کوئی چاہے تو اس صاف ستھری تحریر کی طرف رجوع کرسکتا ہے۔ اللہ تعالٰی پاک ہے، اور مجھے توفیق ملی، جبکہ اللہ کے قبضہ میں ہی تحقیق کی لگام ہے۔ اور صلٰوۃ وسلام ہو ہمارے آقا محمد اور ان کی آل وصحابہ سب پر۔ (ت)

بالجملہ اس نماز مقدس میں اصلاً کوئی محذور شرعی نہیں، اور خود کون سا طریقہ دیانت وانصاف ہے کہ جو امر حضور پر نور محی الملۃ، مقیم السنۃ، ملاذ العلماء، معاذ العرفاء، وارث الانبیاء، ولی اللہ، منبع الارشاد، مرجع الافراد، امام الائمہ، مالک الازمہ، کاشف الغمہ، ملجاالامہ، قطب الاعلم، غوثنا الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ وارضاہ وجعل حرزنا فی الدارین رضاہ (اللہ تعالٰی ان کی رضا کو دونوں جہان میں ہماری جان کا موتی بنائے۔ت) ارشاد فرمائیں اور حضور کے اصحاب اکابر انجاب قدست اسرارھم وتمّمت انوارھم (ان کے اسرار مقدس اوران کے انوار تام کئے جائیں۔ت) کہ بالیقین اعاظم علماء واجلہ کملا تھے اسے بجالائیں اور طبقۃً فطبقۃً اولیاء وعلمائے سلسلہ عالیہ قادریہ روح ارواح اصحابھا واروی قلوبنا بناھل عبابھا (اللہ تعالٰی ان کی ارواح کو معطر فرمائے اور ہمارے دلوں کو ان کے جاری چشموں سے سیراب فرمائے۔ت) اسے اپنا معمول بنائیں اور ثقات علماء وکبار اولیاء اپنی تصانیف میں اسے نقل وروایت کریں اجازتیں دیں اجازتیں لیں اور منکرین مکابرین کو اصلاً قدرت نہ ہو کہ آیت وحدیث توبڑی چیز ہے کہیں دو چار عمائد دین وفقہائے معتمدین ہی سے اس کا رد وانکار بے اعانت کذب واختلاق ومکابرہ وشقاق ثابت کرسکیں ایسی جمیل چیز جلیل عزیز کو محض اپنی ہوائے نفسانی واصول بہتانی کی بناپر بلحاظ اصل مذہب شرک قطعی اور فاعلوں، مجوزوں کو معاذاللہ مشرک جہنمی اور بخوف اہل حق، تسہیل امر کو ہارے جی سے صرف فاسق بدعتی بتایئے اور انکار ارشاد سید الاولیاء وتضلیل وتفسیق علما وعرفا کا وبال عظیم، گردن پر اٹھایئے ..ا.یّنَ..اَ......[110] (اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ت) اور حضرات منکرین کا یہ کہنا کہ صحابہ

[110] القرآن ۲۶/۲۲۷

تابعین سے منقول نہیں، صحابہ محبت و تعظیم میں ہم سے زیادہ تھے، ثواب ہوتا تو وہی کرتے۔

اوّلاً وہی معمولی باتیں ہیں جن کے جواب علمائے اہلسنت کی طرف سے ہزار ہزار بار ہو چکے جسے آفتاب روشن پر اطلاع منظور ہو، ان کی تصانیف شریفہ کی طرف رجوع لائے، علی الخصوص کتاب مستطاب "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" وکتاب لاجواب "اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام" وغیرہما تصانیف لطیفہ وتالیف منیفہ حضرت تاج المحققین سراج المدققین حامی السنن ماحی الفتن بقیۃ السلف حجۃ الخلف فرد الاماثل فخر الاکابر وارث العلم کابرًا عن کابر، سیدی ووالدی حضرت مولانا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی اعظم اللہ اجرہ ونور قبرہ وقدس سرہ ورزقنا برہ واعطاہ المسرۃ ووقاہ المضرۃ وکل معرۃ بجاہ المصطفٰی والہ الشرفاء علیہ وعلیہم الصلٰوۃ والثناء اٰمین اٰمین یا اھل التقوی واھل المغفرۃ (اللہ تعالٰی ان کا اجر بڑا کرے، ان کی قبر کو منور کرے، ان کے اسرار مقدس بنائے، ان کی بھلائی ہمیں نصیب فرمائے اور ان کو سرور عطا فرمائے، اور ان کو ہر ضرر وتکلیف سے محفوظ فرمائے، حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام اور ان کی آل کی وجاہت کی برکت سے علیہم الصلٰوۃ والسلام اے تقوی اور مغفرت والو!۔ت) اور فقیر غفر اللہ تعالٰی بھی اس بحث اور اس کے امثال کو، بروجہ اجمال، رسالہ اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تہامۃ" صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ورسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" وغیرہما اپنے رسائل ومسائل میں بقدر کفایت منقح کرچکا والحمدللہ رب العٰلمین۔

ثانیًا یہاں تو ان جہالات کا کوئی محل ہی نہیں، یہ نماز ایک عمل ہے کہ قضائے حاجات کے لئے کیا جاتا ہے اور اعمال مشائخ میں تجدید واحداث کی ہمیشہ اجازت، شاہ ولی اللہ ہوامع میں لکھتے ہیں:

اجتہاد را در اختراع اعمال تصریفیہ راہ کشادہ است مانند استخراج اطباء نسخہائے قرابادین را این فقیر رامعلوم شدہ است کہ در وقت صبح صادق تا اسفار مقابل صبح نشستن وچشم را بآں نور دوختن ویانور، را گفتن تاہزار بار کیفیت ملکیہ راقوت میدہد احادیث نفس رامی نشاند۔[111]	جاری اعمال میں اجتہاد سے اختراع کا راستہ کشادہ ہے جیسا کہ طبیب حضرات کے ہاں قرابادین کے نسخوں میں ہے اس فقیر کو معلوم ہے کہ صبح صادق تا روشنی بیٹھنا اور منہ مشرق کی طرف کرنا اور آنکھوں کو صبح کے نور پر لگانا اور یانور ہزار بار تک پڑھنے سے قوت ملکیہ حاصل ہوتی ہے اور دل کی باتوں پر آگاہی ہوتی ہے۔(ت)

[111] ہوامع شاہ ولی اللہ

اسی میں ہے:

چندنواع از کرامت ازہیچ ولی الاماشاء اللہ منفک نمی شود ازانجملہ ظہور تاثیر دراعمال تصریفیہ اوتاعاملے بفیض او منتفع شوند [112] اھ ملخصًا۔	چند کرامتیں ایسی ہیں جو کسی ولی سے جدا نہیں ہو پاتیں جن میں ایک یہ کہ اس کے جاری اعمال ووظائف کی ایسی تاثیر جوان پر عمل پیرا کو اس کے فیض سے نفع دیتی ہے اھ ملخصًا (ت)

خود شاہ ولی اللہ اور ان کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب اور ان کے فرزند ارجمند شاہ عبدالعزیز صاحب نے ہر گونہ حاجات کے لئے صدہا اعمال بتائے کہ تازہ بنے تھے، جن کا پتا قرون ثلٰثہ میں اصلًا نہ تھا بعض ان مین سے فقیر نے اپنے رسالہ **منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین** میں ذکر کئے، اور خود ان کی "قول الجمیل "ایسی باتوں کی حائز و کفیل۔ جامع ترسنئے شاہ ولی اللہ کتاب الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں تصریح کرتے ہیں کہ انہوں نے جواہر خمسہ شیخ محمد غوث گوالیاری حلیہ رحمۃ الباری کی سندیں اور اس کے اعمال کی اجازتیں اپنے استاذ علم حدیث مولانا ابوطاہر مدنی شیخ محمد سعید لاہوری مرحومین سے حاصل کیں **حیث قال**

ایں فقیر خرقہ از دست شیخ ابوطاہر کردی پوشیدہ وایشاں بعمل انچہ در جواہر خمسہ است اجازت دارند عن ابیہ الشیخ ابراھیم الکردی عن الشیخ القشاشی عن الشیخ احمد الشناوی عن السید صبغۃ اللہ عن الشیخ محمد غوث الکوالیاری وایضا لبسا الشیخ ابوطاہر عن الشیخ احمد النخلی بسندہ [113] الی اخرہ، ایضاایں فقیر درسفر حج چوں بہ لاہور رسید ودست بوس شیخ محمد سعید لاہوری دریافت ایشاں اجازت دعائے سیفی دادند بل اجازت	اس فقیر نے شیخ ابوطاہر کردی کے ہاتھ سے خرقہ پہنا اور انہوں نے جواہر خمسہ کے تمام وظائف کی اجازت دی یہ اجازت ان کو اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے اور ان کو اپنے شیخ احمد قشاشی سے اور ان کو شیخ احمد شناوی اور ان کو سید صبغۃ اللہ سے ان کو شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی سے ان کو شیخ محمد غوث گوالیاری سے۔ نیز خرقہ پایا شیخ ابوطاہر نے احمد نخلی سے ان کی آخری سند تک۔ وَاور نیز فقیر جب حج کے سفر میں لاہور پہنچا تو وہاں شیخ محمد سعید لاہوری کی دست بوسی کی توانہوں نے مجھے دعائے صیفی کی اجازت مرحمت فرمائی بلکہ انہوں نے ان تمام وظائف

[112] ہوامع شاہ ولی اللہ

[113] الانتباہ فی سلاسل اولیاء مترجم اردو طریقہ شطاریہ مطبوعہ آرمی برقی پریس دہلی ص ۱۳۷

جمیع اعمال جواہر خمسہ وسند خود بیان کردند وایشاں دریں زمانہ یکی ازاں عیاں مشائخ طریقہ احسنیہ وشطاریہ بودند وچوں کسے را اجازت می دادند او رادعوت رجعت نمی شود رحمۃ اللہ تعالٰی ،سند قال الشیخ المعمر الثقۃ حاجی محمد سعید لاہوری اخذت الطریقۃ الشطاریۃ واعمال الجواہر الخمسۃ من السیفی وغیرہ عن الشیخ محمد اشرف لاہوری عن الشیخ عبد الملک عن الشیخ البایزید الثانی عن الشیخ وجیہ الدین الکجراتی عن الشیخ محمد غوث الکوالیاری انتھی[114]	واعمال کی اجازت دی جو جواہر خمسہ میں ہیں، اور انہوں نے اپنی سند بھی بیان کی اور آپ اس زمانہ کے مشائخ شطاریہ احسنیہ کے سلسلہ کے خاص بزرگوں میں سے تھے، اور جب آپ کسی کو اپنے سلسلہ کی اجازت دیتے تو پھر اس کو رجوع کی حاجت نہ رہتی (اللہ تعالٰی ان پر رحم فرمائے) سند یہ ہے شیخ بزرگ باوثوق حاجی محمد سعید لاہوری نے فرمایا کہ میں نے سلسلہ شطاریہ اور جواہر خمسہ کے وظائف واعمال سیفی وغیرہ، شیخ محمد اشرف لاہوری انہوں نے شیخ عبدالملک بایزید ثانی سے انہوں نے وجیہ الدین گجراتی انہوں نے شیخ محمد غوث گوالیاری سے حاصل کئے، انتہی (ت)

حضرات منکرین ذرا مہربانی فرما کر جواہر خمسہ پر نظر ڈال لیں اور اس کے اعمال کا ثبوت وقرون ثلٰثہ سے دے دیں بلکہ اپنے اصول مذہب پر اُن اعمال کو بدعت وشرک ہی سے بچالیں جن کے لئے شاہ ولی اللہ جیسے سنی، موحد، محدثانہ سند لیتے اور اپنے مشائخ حدیث وطریقت سے اجازت حاصل کرتے ہیں زیادہ نہ سہی یہی دعائے سیفی جس کی نسبت شاہ ولی اللہ نے لکھا کہ میں اپنے شیخ سے اخذ کی اور اجازت لی اسی کی ترکیب میں ملاحظہ ہو کہ جواہر خمسہ میں کیا لکھا ہے:

ناد علی ہفت بار یا سہ بار یا یکبار بخواند وآں اینست نادعلیا مظہر العجائب تجدہ عونالك فی النوائب کل ھم وغم سینجلی بولایتك یاعلی یاعلی یاعلی[115]۔ **مسئلہ:** قال اللہ تعالٰی .....خَذَاللّٰہُ۰۰۱۰یۡنَ۰وۡتُو...	ناد علی سات بار یا تین بار یا ایک بار پڑھو اور وہ یہ ہے: پکار علی کو جو عجائب کے مظہر ہیں تو ان کو اپنے مصائب میں مددگار پائے گا، ہر پریشانی اور غم ختم ہوگا آپ کی مدد سے یا علی یا علی یا علی (ت) اور جب خدا نے عہد لیا ان لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی اسے صاف بیان کردیں گے لوگوں سے

[114] الانتباہ فی سلاسل اولیاء مترجم اردو طریقہ شطاریہ مطبوعہ آرمی برقی پریس دہلی ص ۱۳۸

[115] فتوح الغیب ضمیمہ جواہر خمسہ مترجم اردو ناد علی کا بیان مطبعہ دارالاشاعت کراچی ص ۴۵۳

......[116]	اور چھپائیں گے نہیں۔

اب کیافرماتے ہیں علمائے ملت نجدیہ ھداھم اللہ تعالٰی الی الملة الحنفیة (اللہ تعالٰی ان کی حق کی طرف رجوع کرنے والی ملت کی طرف رہنمائی کرے) کہ جولوگ نادعلی پڑھیں، پڑھائیں، سیکھیں، اس کی سندیں دیں، اجازتیں لائیں، اس کے سلسلے کو سلاسل اولیاء اللہ میں داخل کرجائیں، اس کے حکم دینے والون کوولی کامل بتائیں اپنا شیخ ومرشد مرجع سلسلہ بتائیں، ان میں بعض کو بلفظ ثقہ واعیان مشائخ اوان کی ملاقات کوبکلمہ دستبوس تعبیر فرمائیں، انہوں نے غم ومصیبت ورنج وآفت کے وقت یاعلی یاعلی کہنا روار کھا یانہیں اور اسے ورد وظیفہ بنایا یانہیں اور غیر خدا کو خداکاشریک فی العلم وشریک فی التصرف ٹھہرایا یانہیں اور وہ اس سبب سے مشرک کافر، بے ایمان، جہنمی ہوئے یانہیں پھر جوایسوں کواپنا پیر جانیں عالم اُمت، حامی سنت وقطب زماں ومرشد دوراں مانیں (جیسے جناب شاہ عبدالعزیز صاحب) انہیں مقتدائے دین وپیشوائے مسلمین بتائیں ان کے علم وافضال وعرفان وکمال پرسچے دل سے ایمان لائیں (جیسے تمام اصاغر واکابر حضرات وہابیہ) انہیں سیدالحکما سیدالعلماوقطب المحققین، فخر العرفاء المکملین، اعلمھم باللہ وقبلہ ارباب تحقیق وکعبہ اصحاب تدقیق وقدوۃ اولیاوزبدۂ ارباب صفا، بلکہ امام معصوم وصاحب وحی تشریعی ٹھہرائیں (جیسے میاں اسمٰعیل دہلوی) ان سب صاحبوں کی نسبت کیاحکم ہے یہ حضرات ایک مشرک شرک جوشرک پسند، شرک آموز کو پیروپیشواوامام ومقتدابناکر سیدالعلماء ومقبول خدابتاکر خود بھی کافرومشرک ومستحق عذاب الیم ومہلک ہوئے یانہیں اوران پر بھی مسئلہ الرضاء بالکفر کفر (کفرپر رضامندی کفرہے۔) ومسئلہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر (جس نے اس کے کفراور اس کے عذاب پر شک کیاوہ کافر ہوگیا۔ت) وحکم آیہ کریمہ ﴿وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ﴾[117] (تم میں سے جو جس سے محبت کرتاہے وہ انہیں میں سے ہوگا۔ت) وحدیث صحیح، **المرء مع من احب**[118] (آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتاہے۔ت) جاری ہوگا یانہیں، بیّنواتوجروا۔ خیر، یہ توجملہ معترضہ تھاپھراصل مبحث یعنی دربارۂ اعمال تجدید واختراع کی طرف چلئے، یہی شاہ ولی اللہ صاحب اسی انتباہ میں قضائے حاجات کے لئے ختم خواجگان چشت قدست اسرارہم کی ترکیب بتاتے اوراس کے آخر میں یوں فرماتے ہیں:

---

[116] القرآن ۳/ ۱۸۷

[117] القرآن ۵/۵۱

[118] صحیح البخاری کتاب الادب، باب علامۃ الحب فی اللہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۱۱

وہ مرتبہ درود بخواند ختم کنند وبر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند وحاجت ازخدائے تعالٰی سوال نمایند ہمیں طور ہر روز میخوانده باشنده اِن شاء اللہ درایام معدودہ مقصود بحصول انجامد[119]۔	دس مرتبہ درود شریف پڑھ کر ختم دیں اور کچھ شیرینی پر خواجگان چشت کے نماز کی فاتحہ پڑھیں اور اللہ تعالٰی سے اپنی حاجت کا سوال کریں، یہ عمل روزانہ کریں ان شاء اللہ چند روز میں مقصود حاصل ہو جائے گا۔(ت)

مرزا مظہر جانجاناں صاحب اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں:

دعائے حزب البحر وظیفہ صبح وشام وختم حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم ہر روز بجہت حل مشکلات باید خواند[120]۔	حزب البحر شریف کا وظیفہ صبح وشام اور روزانہ خواجگان (قدس اسرارہم) کا ختم مشکلات کے حل کے لئے پڑھیں۔(ت)

دوسرے مکتوب میں لکھتے ہیں:

ختم خواجہا رضی اللہ تعالٰی عنہم وختم حضرت مجدد رضی اللہ تعالٰی عنہ ہر روز بعد حلقہ صبح لازم گیرید[121]۔	ختم خواجگان اور ختم حضرت مجدد صاحب (رضی اللہ تعالٰی عنہم) صبح حلقہ ذکر کے بعد ضروری کریں۔(ت)

مکتوب آخر میں کہتے ہیں:

ختم حضرت خواجہا وختم حضرت مجدد رضی اللہ تعالٰی عنہم نیز اگر یاراں جمع آیند بعد از حلقہ صبح براں مواظبت نمایند کہ از معمولات مشائخ ست وفائدہ بسیار وبرکت بے شمار دارد[122]۔	ختم خواجگان وختم حضرت مجدد صاحب رضی اللہ عنہم صبح کے حلقہ ذکر کے بعد پابندی سے کریں کیونکہ یہ مشائخ کے معمولات میں سے ہے،بہت مفید اور بابرکت ہے۔(ت)

اور مرزا صاحب موصوف کے معمولات مسمّٰی بہ معمولات مظہری سے اس کی ترکیب یوں منقول:

اول دست برداشتہ سورہ فاتحہ یکبار بخواند[123] الخ	پہلے ہاتھ اٹھا کر ایک بار سورہ فاتحہ پڑھیں الخ (ت)

[119] الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ذکر طریقہ ختم خواجگان چشت مطبوعہ آرمی برقی پریس دہلی ص ۱۰۰
[120] ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں از مجموعہ کلمات طیبات ملفوظات مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۷۴
[121] مکتوبات از مجموعہ کلمات طیبات ملفوظات مکتوب بست وہشتم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۱ و ۴۲
[122] ملفوظات از مجموعہ کلمات طیبات ملفوظات نصائح ووصایا مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۹۲
[123] معمولات مظہری حاشیہ بر عبارت مذکورہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۹۲

اخیر میں لکھا:

بعدازاں ازجناب خدائے عزوجل حصول مطالب بتوسل ایں بزرگواراں باید خواست وتاسرانجام مقصود مداومت باید نمود الخ[124]	اس کے بعد اللہ تعالٰی سے اپنی حاجت کے حصول کے لئے ان بزرگوں کے توسل سے دعاکرنی چاہئے تاکہ انجام میں دائمی طورپر مقصد ظاہر ہوجائے الخ (ت)

ان صاحبوں سے کوئی نہیں کہتا کہ یہ طریقے قرون ثلٰثہ میں کہاں منقول ہیں، ان میں کچھ ثواب یا تقرب الی اللہ کی امید ہوتی تو صحابہ ہی بجالاتے اور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی فاتحہ شیرینی پر دلاتے **والحمدﷲ علی وضوح الحق** (حق کے واضح ہونے پر اللہ تعالٰی کی حمد ہے۔ت)

ثالثاً خیر صلٰوۃ الاسرار شریف تو ایک عمل لطیف ہے کہ مبارک بندہ اپنے حصول اغراض ودفع اعراض کے لئے پڑھتا ہے مزاج پرسی ان حضرات کی ہے جو خاص امور ثواب وتقرب رب الارباب میں جو محض اسی نیت سے کئے جاتے ہیں ہمیشہ تجدید واختراع کو جائز مانتے اور ان محدثات کو ذریعہ وصول الی اللہ جانتے ہیں وہ کون، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، مرزامظہر جانجاناں، شیخ مجدد الف ثانی، مولوی اسمٰعیل دہلوی، مولوی خرم علی بلہوری وغیرہم جنہیں منکرین بدعتی وگمراہ کہیں تو کس کے ہو کر رہیں، خود شاہ ولی اللہ قول الجمیل میں اپنے اور اپنے پیران مشائخ کے آداب طریقت واشغال ریاضت کی نسبت صاف لکھتے ہیں:

لم یثبت تعین الاداب ولاتلك الاشغال[125]۔	یہ خاص آداب واشغال نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثابت نہ ہوئے۔(ت)

شاہ عبدالعزیز صاحب حاشیہ قول الجمیل میں فرماتے ہیں: اسی طرح پیشوایان طریقت نے جلسات وہیأت واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کئے ہیں مناسبات مخفیہ کے سبب سے جن کو مرد صافی الذہن اور علوم حقہ کا عالم دریافت کرتا ہے[126] (الٰی قولہ) تواس کو یاد رکھنا چاہئے[127] **انتھی بترجمۃ البلھوری**۔ مولوی خرم علی صاحب مصنف نصیحۃ المسلمین اسے نقل کرکے لکھتے ہیں: یعنی ایسے امور کو مخالف شرع یاداخل دعات سیہ نہ سمجھنا چاہئے جیسا کہ کم فہم سمجھتے ہیں[128] **انتھی**۔

---

[124] معمولات مظہری از مجموعہ کلمات طیبات حاشیہ بر عبارت مذکور نصائح ووصایا مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۹۲

[125] القول الجمیل مع شفاء العلیل گیارہویں فصل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۳

[126] شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل چوتھی فصل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۱

[127] شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل چوتھی فصل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۲

[128] شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل چوتھی فصل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۵۲

اور سنئے اسی قول الجمیل میں اشغال مشائخ نقشبندیہ رحمۃاللہ تعالٰی علیہم میں تصور شیخ کی ترکیب لکھی کہ :

ثالثھا الرابطۃ بشیخۃ فاذا صحبہ خلی نفسہ من کل شیئ الامحبتہ وینتظر لمایفیض منہ واذا غاب الشیخ عنہ یخیل صورتہ بین عینیہ بوصف المحبۃ والتعظیم فتفید صورتہ ماتفید صحبتہ[129] اھ ملخصاً۔	یعنی تیسرا طریقہ وصول الی اللہ کا رابطہ شیخ ہے جب شیخ کی صحبت میں ہو تو اپنادل اس کی محبت کے سواہر چیز سے خالی کرے اور فیض کا منتظر ہو اور جب شیخ غائب ہوتواس کی صورت اپنے پیش نظر محبت وتعظیم کے ساتھ تصور کرے جو فائدے اس کی صحبت دیتی تھی اب یہ صورت دے گی اھ ملخصا(ت)

شفاء العلیل میں شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کیاحق یہ ہے کہ "سب راہوں سے یہ راہ زیادہ قریب ہے"[130] انتھی۔اب کون کہے کہ یہ وہی راہ ہے جسے آپ کے سچے معتقدین ٹھیٹ بت پرستی بتائیں گے، مرزاصاحب نے اگرچہ کتاب وسنت کو طرق حادثہ سے افضل مانااور بے شک ایساہی ہے مگران کے بھی مباح ومفید ہونے کی تصریح فرمائی، مکتوب ۱۱ میں لکھتے ہیں :

ذکرجہر باکیفیات مخصوصہ ونیز مراقبات باطوار معمولہ کہ درقرون متاخرہ رواج یافتہ از کتاب وسنت ماخوز نیست بلکہ حضرات مشائخ بطریق الہام واعلام از مبدءِ فیاض اخذ نمودہ اند وشرع ازاں ساکت ست ودائرہ اباحت وفائدہائے دراں متحقق وانکارآں ضرورنے[131]۔	آخری زمانہ جوذکر بالجہر مخصوص کیفیت کے ساتھ ہورہاہے نیزمراقبات جن کا عمل جاری ہے یہ کتاب وسنت سے ماخوذ نہیں بلکہ یہ مشائخ کرام نے بطورالہام مبدءِ فیاض سے پایاہے اور شریعت اس کے منع پر خاموش ہے للذا یہ دائرۂ اباحت میں داخل ہے اس میں فائدہ ہے اس کا انکار ضروی نہیں۔(ت)

اور سنئے مکتوب ۶۱ میں ہے :

اگرچہ از مصحف مجید فال زدن درحدیث شریف نیامدہ	اگرچہ نیک فال قرآن مجید سے نکالنا حدیث شریف میں

[129] القول الجمیل مع شفاء العلیل چھٹی فصل طریقہ مراقبہ بسیط مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۸۰۔۸۱

[130] القول الجمیل مع شفاء العلیل چھٹی فصل طریقہ مراقبہ بسیط مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۸۰

[131] مکتوبات مرزامظہر جانجاناں از مجموعہ کلمات طیبات مکتوب یازدہم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۳

اما ممنوع ہم نیست اگر کسی عــہ زند مضائقہ ندارد [132]۔	مذکور نہیں لیکن ممنوع بھی نہیں، اگر کوئی نکالے تو مضائقہ نہیں۔ (ت)

انہیں کے ملفوظات میں ہے:

حضرت مجدد رضی اللہ تعالٰی عنہ طریقہ نوبیان نمودہ ومقامات وکمالات طریقہ خود بسیار تحریر فرمودہ ودراں مقامات ہیچ شبہ نیست کہ باقرار ہزاراں علماء عقلاء بتواترہ رسیدہ [133] اھ ملخصًا	حضرت مجدد صاحب نے نئے طریقے بیان فرمائے ہیں اور اپنے طریقہ کے کمالات ومقامات کو خوب بیان فرمایا ہے، ان مقامات میں کوئی شک وشبہ نہیں کیونکہ ہزاروں علماء وعقلاء نے اس کی تصدیق فرمائی ہے جو تواتر کو پہنچی ہے اھ ملخصًا (ت)

اسی میں ہے:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ طریقہ جدیدہ بیان نمودہ اند ودر تحقیق اسرار معرفت طرز خاص دارند مثل ایشاں در محققان صوفیہ کہ جامع از ند در علم ظاہر وباطن وعلم نو بیان کردہ اند چند کس گزشتہ باشند [134] اھ ملخصًا	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی نے جدید طریقہ بیان فرمایا ہے وہ معرفت کے اسرار کی تحقیق میں خاص طرز رکھتے ہیں اور یہ ان چند محقق صوفیوں میں سے ہیں جنہوں نے ظاہری وباطنی علوم جمع فرمائے اور نئے علوم بیان کئے ہیں ایسے چند بزرگ ہوئے ہیں اھ ملخصًا (ت)

عــہ: اقول: یہ جناب مرزا صاحب کا خیال تھا، صحیح یہ ہے کہ قرآن عظیم سے فال کھولنا منع ہے، حدیقہ ندیہ میں ہے:

قال والدی رحمہ اللہ تعالٰی فی شرحہ علی شرح الدرر وفی کتاب التحفۃ اخذ الفال من المصحف مکروہ کذا ذکرہ القہستانی یعنی کراھۃ التحریم الخ ۱۲منہ دام ظلہ (م)	میرے والد رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا درر کی شرح میں اور کتاب التحفہ میں ہے کہ قرآن پاک سے فال نکالنا مکروہ ہے، قہستانی نے ایسے ہی ذکر کیا ہے یعنی مکروہ تحریمہ ہے الخ ۱۲منہ دام ظلہ (ت)

[132] مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں از مجموعہ کلمات طیبات مکتوب شصت ویکم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۵۶
[133] ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں ز مجموعہ کلمات طیبات ملفوظات مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۷۰
[134] ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں ز مجموعہ کلمات طیبات ملفوظات مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۸۳و۸۴

میاں اسمٰعیل دہلوی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں:

اشغال مناسبہ ہر وقت وریاضات ملائمہ ہر قرن جدا جدا می باشند ولہذا محققان ہر وقت ازاکابر ہر طرق در تجدید اشغال کوششہا کردہ اند بناءً علیہ مصلحت دید وقت چناں اقتضا کرد کہ یک باب ازیں کتاب برائے بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب ایں وقت ست تعیین کردہ شود[135] الخ	ہر وقت کے مناسب وظائف اور ہر زمانہ کے لائق ریاضتیں جدا جدا ہیں لہذا ہر زمانہ کے محققین نے ہر سلسلہ کے اکابرین سے نئے وظائف حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اس بنا پر میں نے مصلحت دیکھی کہ وقت کا تقاضا ہے کہ اس کتاب کا ایک باب نئے وظائف و اعمال میں جو اس وقت کے مناسب ہوں، کے لئے معین کروں الخ

اب خدا جانے یہ حضرات بدعتی کیوں نہ ہوئے اور انہیں خاص ان امور دینیہ میں جو محض تقرب الی اللہ کے لئے کئے جاتے ہیں نئی نئی باتیں جو قرآن میں حدیث میں نہ صحابہ میں نہ تابعین میں، نکالنی اور عمل میں لانی اور ان سے امید وصول الی اللہ رکھنی، کس نے جائز کی۔

مسئلہ: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من سئل عن علم فکتمہ الجمہ اللہ یوم القیمۃ بالجام من نار[136] اخرجہ احمد وابوداود والترمذی وحسنہ والنسائی وابن ماجۃ والحاکم وصححہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جس سے کوئی علمی بات پوچھی جائے وہ اسے چھپائے اللہ تعالٰی روز قیامت اسے آگ کی لگام دے گا۔ اس حدیث کو ابوداؤد، ترمذی نے تحسین کی۔ نسائی، ابن ماجہ، حاکم نے ابوھریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے صحیح روایت کیا۔ (ت)

اب کیا فرماتے ہیں علمائے ملت اسمٰعیلیہ ھدٰھم اللہ تعالٰی الی الشریعۃ الحقۃ الابراھیمیۃ (اللہ تعالٰی شریعت حقہ ابراہیمیہ کی طرف ان کی رہنمائی فرمائے۔ت) کہ دین خدا میں ایسی نئی نئی باتیں نکالنا اور یہ اقرار کرکے کہ کتاب وسنت سے اس کا ثبوت نہیں ان پر عمل کرنا اور انہیں موجب ثواب وقرب رب الارباب سمجھنا بدعت سیئہ شنیعہ ہے یا نہیں، اور یہاں حدیث **من احدث فی امرنا مالیس منہ فھو**

135 صراط مستقیم قبیل باب اول مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور ص ۷

136 سنن ابوداؤد باب کراہیۃ منع العلم مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۵۹/۲ ، جامع الترمذی باب ماجاء فی کتمان العلم مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۸۹/۲، مسند احمد بن حنبل مروی از مسند ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۳۴۴/۲، ۳۰۵، ۳۵۳، ۴۵۹

رد[137] (جس نے ہمارے دین میں نئی بات نکالی جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے۔ت) وحدیث **کل بدعۃ ضلالۃ**[138] (ہر بدعت گمراہی ہے۔ت) **وکل ضلالۃ فی النار**[139] (اور ہر گمراہی جہنم میں ہے۔ت) وحدیث **شر الامور محدثاتھا**[140] سب سے بری بات نئے امور ہیں۔ت) وحدیث **اصحاب البدع کلاب اھل النار**[141] (بدعت والے جہنم کے کتے ہیں۔ت) وارد ہوں گی یا نہیں، اور جن صاحبوں نے یہ باتیں ایجاد فرمائیں آپ کیں، اوروں سے کرائیں، کتابوں میں لکھیں، زبانی بتائیں، حسب تصریح تقویۃ الایمان ان کے اصل ایمان میں خلل آیا یا نہیں، اور وہ بدعتی، فاسق، مخالف سنت قرار پائے یا نہیں، اور ان سے کہا جائے گا یا نہیں کہ صحابہ وحسنات پر تم سے زیادہ حریص تھے بھلائی ہوتی تو وہی کر جاتے، اور میاں بشیر قنوجی یہاں بھی ہیأت عبادات کو توفیقی بتائیں گے یا نہیں، پھر جو لوگ ان صاحبوں کو امام و پیشوا جانتے اور ان کی مدح و ستائش میں حد سے زیادہ غلو کرتے ہیں (جیسے شاہ ولی اللہ مداح ومعتقد مرزا مظہر صاحب اور شاہ عبدالعزیز وصّاف ومرید شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی اسمٰعیل غلام و بادخوان ہر دو شاہ صاحب اور تمام حضرات وہابیہ مداحین ومتعقدین جمیع صاحبان مذکورین) ان سب کے بارے میں کیا حکم ہے، آیا بحکم حدیث **من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام**[142] (جس نے بدعت والے کی تعظیم کی اس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد کی۔ت) یہ سب کے سب قصر اسلام کے ڈھانے والے ہوئے یا نہیں، یا یہ احکام صرف مجلس میلاد

---

137 صحیح بخاری کتاب الصلح مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۷۱، صحیح مسلم کتاب الاقضیہ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۲/۷۷، السنن الکبرٰی کتاب آداب القاضی مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۰/۱۱۹

138 صحیح مسلم کتاب الجمعہ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/۲۸۵، سنن ابن ماجہ باب اجتناب البدع والجدل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۶

139 در منثور تحت آیۃ من یہدی اللہ فھو المہتدی مطبوعہ منشورات مکتبہ آیۃ اللہ قم ایران ۳/۱۴۷

140 صحیح مسلم کتاب الجمعہ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ص ۲۸۵، مشکوٰۃ المصابیح باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، فصل اول مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۷

141 کنز العمال فصل فی البدع حدیث ۱۰۹۴ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱/۲۱۸

142 مشکوٰۃ المصابیح باب الاعتصام والسنۃ فصل سوم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۱، کنز العمال فصل فی البدع حدیث ۱۱۰۲ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱/۲۱۹

وغیرہ انہیں امور کے لئے ہیں جن میں محبوبان خدا کی محبت و تعظیم ہو باقی سب حلال وطیب، اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے کہ تصور برزخ کو اتنا پسند کیا کہ اسے سب سے زیادہ قریب تر راستہ خدا کا بتایا اور مولوی خرم علی صاحب نے اسے نقل کرکے مسلم، رکھا یہ دونوں صاحب مع اصل کاتب یعنی شاہ ولی اللہ صاحب پھر ان صاحبوں کے معتقدین ومداح سب کے سب مشرک وشرک پرست ٹھہرے یا نہیں، یا یہ حضرات احکام شرع س مستثنٰی ہیں، اور تقویۃ الایمان وتذکیر الاخوان وغیرہما کی آیتیں حدیثیں صرف مؤمنین اہل سنت کو جو خاندان عزیزی سے نہ ہوں معاذاللہ مشرک بدعتی بنانے کے لئے اتری ہیں، **بینوا توجروا۔**

سبحان اللہ ان صاحبوں کے یہ احداث واختراع سب مقبول ہوں، اور ناجائز وبدعت ٹھہرے تو وہ نماز جو حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے قضائے حاجات کے لئے ارشاد فرمائی ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

(دیکھ راستہ کہاں سے کہاں تک ٹیڑھا ہے)

حق جل علا مسلمانوں کو نیک توفیق بخشے اور اپنے محبوبوں کی جانب میں معاذاللہ بدعقیدہ نہ کرے خصوصًا حضور سید المحبوبین مطلوب المطلوبین رضی اللہ تعالٰی عنہ وعنہم اجمعین آمین۔ یہ ہے جواس گدائے سرکار فیضبار قادریہ پربرکات ونعمات حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فائض ہوا، ع

گر قبول افتد زہے عز وشرف

گدائے بے نوا فقیر ناسزا اپنے تاجدار عظیم الجو عمیم العطا کے لطف بے منت وکرم بے علت سے اس صلے کا طالب کہ عفو وعافیت وحسن عاقبت کے ساتھ دار ناپائدار سے رخصت ہوتے مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے عزیز پسر، بتول زہرا کے لخت جگر، علی مرتضٰی کے نور نظر، حسن وحسین کے قرۂ بصر، محی سنت ابی بکر وعمر صلی اللہ تعالٰی علی الحبیب وعلیہم وسلم یعنی حضور غوث صمدانی قطب ربانی واہب الآمال ومعطی الامانی حضور پر نور غوث اعظم قطب عالم محی الدین ابو محمد عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ وارضاہ وجعل حرزنا فی الدارین رضاہ کی محبت وعشق وعقیدت واتباع واطاعت پر جائے او جس دن ....[143] (جس دن ہر جماعت کو ہم اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ت) کا ظہور ہو یہ سراپا گناہ زیر لوائے بیکس پناہ سرکار قادریت ظل آلہ جگہ پائے،

---

[143] القرآن ۱۷/۷۱

فان ذلك علی اللہ یسیر ان اللہ علی کل شیئ قدیر بحمد اللہ وقع الفراغ من تسویدہ لثمان خلون للقمر الزاهر من شهرسیّدنا الغوث الفاخر اعنی شهر ربیع الاٰخر فی ثلثة مجالس من ثلث غدوات وعام الف وثلث مائة وخمس من هجرة سید الکائنات علیه وعلی اٰله وابنه الوارث لمجدہ وکماله افضل الصلوات واکمل تسلیمات وازکی التحیات وانمی البرکات اٰمین اٰمین والحمدللہ رب العٰلمین واللہ سبحانه وتعالٰی اعلم وعلمه جل مجدہ اتم واحکم۔	پس بیشک یہ اللہ تعالٰی کے لئے آسان ہے اللہ تعالٰی ہر چیز پر قادر ہے، بحمد اللہ تعالٰی اس رسالہ کے مسودہ سے ۸ ربیع الثانی ۱۳۰۵ھ کو فراغت ہوئی یہ مسودہ تین دن کی تین مجلسوں میں تیار ہوا۔ سید الکائنات پر ان کی آل پر اور آپ کے بیٹے جو آپ کی بزرگی اور کمال کے وارث ہیں پر افضل درود اور کامل سلام اور پاکیزہ تعریفیں اور بڑی برکات ہوں آمین آمین اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں اللہ سبحانہ، وتعالٰی زیادہ علم والا ہے اور اس کا علم بڑا ہے اور اس کی بزرگی مضبوط اور تام ہے۔ (ت)